جنوری تا مارچ بمطابق 2013ء صفر المظفر ربیع الاول، ربیع الثانی 1334ھ

معیار تعظیم و عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

امام مجدد اعلیٰ حضرت اور جدید علوم

یادرفتگان (علامہ مولانا عبداللہ فاروقی محدث مردانوی رحمۃ اللہ علیہ)

تحریک ختم نبوت کے سپہ سالار

مہر تاباں (انجنیئر پیر محمد ارشد فاروق علوی قادری)

جلد نمبر ۱: جنوری تا مارچ بمطابق 2013ء صفر المظفر ربیع الاول، ربیع الثانی 1334ھ شمارہ نمبر 2

بیاد: امام اہلسنت آفتاب ہدایت مجدد دین وملت عظیم البرکت اعلیٰ حضرت اشاہ احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

بفیظانِ نظر: صاحب احسان آفتاب عرفان، صاحب الجنان، حضرت پیر انجینیئر محمد ارشد فاروق علوی قادری صاحب

محدث دوران، فقیہ الزمان، بحر العلوم والبیان، حضرت علامہ فضل سبحان قادری صاحب
حجۃ السالکین موید نور قلب ویقین حامی دین متین حضرت مولانا روح الامین صاحب
صاحب نظر فرید الدھر، وحید العصر، حضرت پیر عبد الاکبر لالاجی مبارک صاحب
انبلا لنبلاء، فخر العقلا، افضل الفضلا، ابوالفضل حضرت علامہ مفتی فضل اللہ صاحب
فخر الفقراء، راس العرفاء، صاحب ذہن رسا حضرت پیر سلطان محمد صاحب

انصار الابرار

0314 - 5769494

(زرتعاون کیلئے) اکاؤنٹ نمبر 203394405
UBL برانچ کوڈ نمبر 0228 نیواڈہ مردان۔

خط وکتابت

انصار الابرار گاؤں کاگان ڈاکخانہ ذنڈو ڈھیری ضلع مردان صوبہ خیبر پختونخوا۔

نائب مدیر: خیر الابرار

مدیر مسئول: سید الابرار

فہرست

صفحہ نمبر

رسالہ پڑھ کر اپنے قیمتی آراء سے ہمیں آگاہ کر کے تعاون فرمائیں۔(ادارہ)

خط وکتابت: انصار الابرار گاؤں کاگان ڈاکخانہ زنڈوڈھیری تحصیل وضلع مردان۔

موبائل نمبر: 0314-5769494

Designed By WAQAR KHAN 0342-9191628

اعلیٰ حضرت امام مجدد احمد رضا خان قادری قدس سرہ

حمد باری تعالیٰ

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو — جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو — شادیٔ دیدار حسن مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات — ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے — صاحب کوثر شہ جود وعطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشید حشر — سید بے سایہ کے ظل لوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن — دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی نامہ اعمال جب کھلنے لگیں — عیب پوش خلق تارخطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم سے — ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب حساب خندہ بیجا رلائے — چشم گریاں شفیع مرتضیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں — ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب چلوں تاریک راہ پل صراط — آفتاب ہاشمی نورالہدیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے — رب سلم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دعا نیک میں تجھ سے کروں — قدسیوں کے لب سے امین ربنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے — دولت بیدار عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

☆☆☆☆☆

حضرت مولانا حسن رضا خان قادری قدس سرہ

نعت رسول مقبول ﷺ

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا — یوسف کو تیرا طالب دیدار بنایا

طلعت سے زمانہ کو پرانوار بنایا — نکہت سے گلی کوچوں کو گلزار بنایا

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر — کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے — محبوب کیا مالک و مختار بنایا

عالم کے سلاطین بھکاری ہیں بھکاری — سرکار بنایا تمہیں سرکار بنایا

اللہ تعالیٰ بھی ہوا اس کا طرفدار — سرکار تمہیں جس نے طرفدار بنایا

گلزار جناں تیرے لئے حق نے بنائے — اپنے لئے تیرا گل رخسار بنایا

بے یار و مددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے — ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا

ہر بات بداعمالیوں سے میں نے بگاڑی — اور تم نے مری بگڑی کو ہر بار بنایا

اس جلوہ رنگین کا تصدق تھا کہ جس نے — فردوس کے ہر تختہ کو گلزار بنایا

اس روح مجسم کے تبرک نے مسیحا — جاں بخش تمہیں یوں دم گفتار بنایا

اس چہرہ پرنور کی وہ بھیک تھی جس نے — مہر و مہ و انجم کو پرانوار بنایا

ان ہاتھوں کا جلوہ تھا یہ اے حضرت موسیٰ — جس نے ید بیضا کو پرانوار بنایا

ان کے لب رنگین کی نچھاور تھی وہ جس نے — پتھر میں حسن لعل پرانوار بنایا

☆☆☆☆☆

ابوالہام محمد اشتیاق فاروقی مجددی

معیار تعظیم و عشق مصطفیٰ ﷺ

اللہ جل جلالہ نے فرمایا۔ **"لعمرك انهم لفی سكرتهم يعمهون "(حجر)** اے محبوب تمہاری جان کی قسم! بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔ علامہ قاضی عیاض مالکی اندلسی قدس سرہ **"کتاب الشفا بتعريف حقوق المصطفى** ﷺ میں فرماتے ہیں۔ ''تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں محمد رسول اللہ ﷺ کی مدت حیات کی قسم یاد فرمائی گئی ہے۔ عمر کا عین اگرچہ اصل میں مضموم ہوتا ہے۔ لیکن کثرت استعال کے باعث مفتوح ہو گیا ہے۔ اس صورت میں مطلب ہوگا اے محمد (ﷺ) تمہاری بقاء کی قسم، اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ تمہارے موجود ہونے کی قسم، اور یہ بھی قول ہے کہ تمہاری حیات کی قسم یہ تعظیم انتہائی درجہ اور غایت اعزاز و اکرام ہے''۔ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔ کہ امام ابویعلیٰ، امام ابن مردویہ، امام بیہقی، امام ابونعیم، امام ابن عساکر قدست اسرارہم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ آپؓ نے فرمایا۔ ''سید عالم ﷺ سے زیادہ معزز اللہ تبارک و تعالیٰ نے کوئی جان پیدا ہی نہیں فرمائی کیونکہ اللہ جل مجدہ نے سید عالم ﷺ کی زندگی مبارک کے سوا اور کسی کی ہرگز قسم نہیں فرمائی۔ چنانچہ اللہ جل مجدہ نے فرمایا! اے محبوب تمہاری جان کی قسم، بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں'' اسے قاضی عیاض مالکی قدس سرہ نے بھی نقل کیا ہے قاضی عیاض قدس سرہ کتاب الشفا میں فرماتے ہیں۔ ''کعب احبارؓ سے مروی ہے۔ کہ لفظ یٰسین قسم ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے قسم کھائی تھی۔ کہ محمد ﷺ بے شک تم زمرہ مرسلین سے ہو اور اس کے بعد فرمایا کہ حکمت والے قرآن کی قسم تم ضرور گروہ مرسلین سے ہو''۔ قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں۔ ''ابن عطاؒ نے **ق والقرآن المجيد** کی تفسیر میں کہا ہے۔ کہ قسم ہے مجھے اپنے حبیب ﷺ کی قوت قلب کی جس نے اپنے پروردگار کے خطاب اور مشاہدے کا تحمل کیا اور اپنے حال کی بلندی کے باعث بے حال نہ ہوئے''۔ قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں۔ ''امام جعفر صادق بن امام محمد باقرؓ نے **والنجم اذا هوى** کی تفسیر میں فرمایا ہے اس سے مراد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں ایک قول یہ ہے۔ **النجم** سے مراد آپ ﷺ کا قلب مبارک مراد ہے''۔ والفجر ولیال عشر کی تفسیر میں قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں کہ ابن عطا قدس سرہ کا قول ہے۔ کہ الفجر سے مراد آپ ﷺ کی ذات کا بابرکات ہے کیونکہ ایمان کے چشمے آپ سے

پھوٹتے ہیں''۔

امام اہل سنت مجدد اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان القادری قدس سرہ فرماتے ہیں۔

ہے کلام الٰہی میں شمس وضحیٰ تیرے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم
وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر وکلام وبقا کی قسم

امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ ''خصائص کبریٰ'' میں فرماتے ہیں۔ ''امام ابن سبع قدس سرہ نے فرمایا: حضور ﷺ کے انہی خصائص سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ ﷺ کے ایک ایک اندام مبارک کی توصیف وستائش بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے روئے تاباں کا وصف اس طرح بیان فرمایا! "قد نریٰ تقلب وجهك فی السماء" (بقرہ ۱۴۴)۔ ''ہم دیکھ رہے ہیں تمہارا بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا'' اور آپ ﷺ کی مقدس آنکھوں کی مدح یوں فرمائی! "لا تمدن عینیك" (حجر ۸۸) ''اور اپنی آنکھیں اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو'' آپ ﷺ کی زبان حق ترجمان کی توصیف اس طرح بیان فرمائی! "فانما یسرنه بلسانك" (الدخان ۵۸) ''تو ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کر دیا'' دست اقدس اور گردن مبارک کی ستائش اس طرح کی ہے! "ولا تجعل یدك مغلولة الیٰ عنقك" (بنی اسرائیل ۲۹) ''اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ'' آپ ﷺ کے سینہ (فیض گنجینہ) کا وصف یوں بیان فرمایا! "الم نشرح لك صدرك" (انشراح) کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا (غم امت کا بوجھ اٹھانے والی) کمر اقدس کا ذکر یوں فرمایا۔ وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک (انشراح) ''اور تم پر سے بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی''۔ (کبھی بھی نہ سونے والے) قلب منور کی اس شان سے تعریف فرمائی! "نزله علیٰ قلبك" (بقرہ ۹۷) ''اس تمہارے دل پر قرآن اتارا''۔ امام قسطلانی قدس سرہ نے بھی ان آیات کو نقل کر کے فرمایا ہے۔ کہ اللہ جل مجدہ نے آپ ﷺ کے ہر عضو مبارک کو قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ امام قسطلانی قدس سرہ نے مزید ان آیات مبارکہ کو بھی نقل فرمایا ہے۔'' آپ ﷺ کے قلب اطہر کا ذکر قرآن مجید میں! "ما کذب الفؤاد ماریٰ" (النجم ۱۰) ''دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا'' نزل به الروح

الامین علیٰ قلبك (شعراء ۱۹۳) ''اسے روح الامین لے کر اترا تمہارے دل پر'' آپ ﷺ کے زبان مبارک کا ذکر! "وما ینطق عن الهویٰ" (النجم) ''اور کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے'' آپ ﷺ کے چشم اقدس مبارک کا ذکر "مازاغ البصر وما طغیٰ" (النجم) ''آنکھ کسی طرف نہ پھری اور نہ حد سے بڑھی''۔ جب قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزّ وجل نے آپ ﷺ کی زندگی اور آپ ﷺ کی ذات مبارک کی قسم اور اعضاء مبارکہ کا ذکر فرمایا ہے تو انسان کی کیا مجال کہ آپ ﷺ کی تعریف وتوصیف ونعت کا حق ادا کر سکے۔ اولین وآخرین کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ رب العزت جل مجدہ کے تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ افضل، ارفع، واکرم حضور رحمۃ العالمین سید المرسلین محبوب رب العالمین خاتم النبیین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات ہیں۔ رحمۃ العالمین ﷺ کی ذات والا صفات تمام کمالات دینی ودنیاوی کی جامع ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو وہ مرتبہ اور مقام عطا فرمایا ہے۔ جو انسان کی سرحد عقل سے باہر ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے اس انکار ممکن نہیں۔ انسان حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی شان عظیم الشان کو لفظی جامع پہنا کر بیان کرنے سے قاصر ہے، الفاظ مجبور ہیں۔ کائنات اپنی تمام وسعتوں اور رعنائیوں کے ساتھ محدود اور آپ ﷺ کے فضائل، کمالات وشان غیر محدود ہیں اسلئے قلم، الفاظ، زبان آپ ﷺ کے شان عالی شان کو بیان نہیں کر سکتے۔

سیدنا امام اعظم امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؓ فرماتے ہیں!

عن وصفك الشعراء یا مدثر عجزو او کلو امن سفات علا کا

''اے اللہ کے حبیب آپ کی صفت مجھ سے ہرگز نہیں ہوسکتی۔ بڑے بڑے فصحا وبلغا حتی المقدور اپنے انفاس عزیزہ کو آپ کو ثنا گوئی میں خرچ کر کے معترف بقصور ہوئے کیونکہ حصر باوصاف جمیلہ آپ کے ممکن نہیں اور آپ کے محامد اور مناقب اس سے برتر ہیں کہ انسان بیان کر سکے''۔ حضرت علامہ سبکی نے اپنے قصیدہ تائیہ کے آخر میں آپ ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے عرض کیا!

واقسم لو ان البحار جمیعها مدادی و اقلامی لها کل غو طة

لما جئت بالمعشار من اتك التی   تزید علی عد النجوم المنی ة

میں قسم اٹھاتا ہوں کہ اگر تمام دریا وسمندر میری سیاہی ہوتے اور ہر درخت میرا قلم ہوتا اور میں آپ ﷺ کی عمر بھر نشانیاں لکھتا تو ان کا دسواں حصہ بھی نہ لکھ پاتا کیونکہ آپ کی آیات وصفات ان چمکتے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں ''اللہ جل شانہ نے ہمارے نبی محتشم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بڑی قدر ومنزلت فرمائی ہے۔ اور آپ ﷺ کو ایسے فضائل ومناقب سے نوازا ہے۔ جو صرف آپ ہی کا حصہ رہیں۔ اور ان کا احاطہ ممکن نہیں ہے۔ اور آپ ﷺ کے مقام عظیم الشان کو اس درجہ بلند فرمایا گیا ہے۔ کہ زبانیں اور قلمیں اس کو بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ شیخ الاسلام سید عبدالعزیز اپنی تصنیف " طهارة القلوب " اور سید احمد بن عبدالغنی بن عمر عابدین دمشقی "نشر الدر علی مولد ابن حجر " محمد علوی مالکی قدس سرہ "ذخائر محمدیه " میں لکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کے فضائل شمار سے زیادہ ہیں اور آپ کے معجزات ومناقب ومحاسن کی تو کوئی حد نہیں جیسا کہ کہا گیا ہے۔

فبلغ واکثر لن تحیط بوصفه   واین الثریا من ید المتناول

نبی اکرم ﷺ کی توصیف میں تو جس قدر بھی مبالغہ کرے، اور جتنی بھی کثرت کرے، ان کی ستائش کا ہرگز احاطہ نہ کر سکے گا۔ اور لینے والوں سے ثریا تک کس کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے۔

امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں شیخ الاسلام بدالدین زرکشی کا قول نقل کر کے فرماتے ہیں۔ سید عالم ﷺ کی شان میں تمام مبالغے کم ہی ہیں اسی لئے ایک بلیغ شخص کیلئے میدان تنگ ہو جاتا ہے۔ امام صاوی قدس سرہ، سید احمد بن عبدالغنی بن عمر عابدین دمشقی قدس سرہ اور امام قسطلانی قدس سرہ کے جواہر امام نبہانی قدس سرہ نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں! ۔ عارف سراج عمر بن الفارضؒ سے مروی کہ انہیں کسی نے خواب میں دیکھا تو خواب دیکھنے والے نے پوچھا کہ آپ حضور ﷺ کی " نظم صریح " کے ذریعہ تعریف کیوں نہیں کرتے تو جواب میں ارشاد فرمایا۔

اریٰ کل مدح فی النبی مقصرا   وان بالغ المشنی علیه واکثرا
اذالله اثنیٰ بالذی هو اهله   علیه فما مقدار ما تمدح الوریٰ

میرے نزدیک آپ ﷺ کی مدح وتوصیف جس قدر بھی کی جائے کم اور معمولی ہے۔ خواہ واصف اور مدح کرنے والے انتہائی مبالغہ اور بکثرت مدح کریں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی اس طرح مدح فرمائی جس کے آپ اہل تھے تو کائنات اور مخلوق کی کیا طاقت اور قدرت کہ وہ آپ ﷺ کی مدح وتوصیف کریں۔ سیدنا امام مجدد اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان القادری افغانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیران ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

امام قاضی یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ امام شعرانی اور جلال الدین سیوطی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ تعظیم طلب کرنا اور بحث مباحثہ کرنا غلط اور ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ سوء ادب ہے۔ حضور ﷺ کی شان اور تعریف میں جو چاہتا ہے کہ اس میں کچھ حرج نہیں۔

سیدنا امام اعلیٰ حضرت مجدد الشاہ احمد رضا خان القادری افغانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

امام احمد بن حجر المکی الہیتمی اپنی تصنیف "الجواهر المنظم فی زیارة القبر الشریف النبوی المکرم " اور امام محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی اپنی تصنیف "شواهد الحق فی الاستغاثة بسید الحق " میں لکھتے ہیں۔ جس نے رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں کسی قسم کی کمی کی یا ان کا مرتبہ کم کرنے کی کوشش کی اور جو چیز ان کی ذات کے لئے ثابت ہے۔ اس کی نفی کی تو وہ ت ربلکہ کافر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ اور جس نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وشان میں مبالغہ کیا ہر اس طریقے سے کہ جس سے تعظیم بلند ہو اور یہ مبالغہ ذات باری تعالیٰ تک نہ لے جائے تو وہ حق تک پہنچ گیا اور اس نے اللہ کی ربوبیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی حدوں کی پاسداری کی اور وہ قول ہے جو افراد وتفریط سے مبریٰ اور پاک ہے حضرت حافظ شیرازی شمس الدین محمد قدس سرہٗ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے ان الفاظ میں اس کا اظہار کیا ہے۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر   من وجهك المنیر لقد نور القمر

لایمکن الثناء کما کان حقه   بعد از خدا بزرک توئی قصه مختصر

اور اسی عقیدے کی ترویج کرتے ہوئے سیدنا امام اعلیٰ حضرت مجدد الشاہ احمد رضا خان القادری افغانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا   خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

امام علامہ محمد مہدی فاسیؒ اپنی تصنیف "مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات" میں حدیث مبارک کو نقل فرماتے ہیں حضور سرور کائنات ﷺ نے ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا! "یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة سوی ربی" اے ابوبکر! میری حقیقت کو میرے رب کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ اسی طرح ایک روایت کو امام صاویؒ نے بیان کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا "لا یعلمنی حقیقة غیر ربی" میرے رب کے سوا کوئی بھی مجھے ازروئے حقیقت نہیں جانتا۔ صاحب "المواقف" امام العارف باللہ الامیر عبدالقادر الجزائری الحسنی اسی روایت کو اس انداز سے بیان کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا "لا یعلم حقیقتی غیر ربی" میرا حقیقت میرے رب کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ امام العارف الکبیر عبدالقادر الحسنی فرماتے ہیں کہ ہمارے ساتھی سابقہ لوگوں اور بعد میں آنے والوں حضرات میں اس کا جاننے والا کوئی نہیں یعنی حقیقت محمد ﷺ کا علم کسی کو بھی نہیں ہوا۔ امام عبدالکریم جیلی شافعی یمنی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کی حقیقت میں دیکھنے کی کوئی شخص بھی طاقت نہیں رکھتا اور سید دو عالم ﷺ اللہ جل مجدہ کی صفات سے متصف ہونے کا راز بھی یہی ہے۔ جنہیں ہم اپنی زبان میں "لا یعلم ما هو ، الا هو" ان کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا سے تعبیر کرتے ہیں علامہ ابو العباس التجانی الافاسی لکھتے ہیں۔ بعض عارفین نے کہا "ماعرف قدر محمد ﷺ الله تعالیٰ" حضور ﷺ کی قدر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نے نہ جانی شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں تعریف اللہ تعالیٰ اور نعت مصطفیٰ ﷺ کو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں بیان کر سکتا اور اس راز کے گوہر کو قدرت کے سوا کوئی نہیں پرو سکتا اس لئے کہ کوئی حضورت کو خدا کی طرح نہیں پہچانتا جیسا کہ خدا کو حضور کی طرح کسی نے نہ پہچانا۔ شیخ محقق مدارج النبوت میں فرماتے ہیں۔ کسی کو رسول ﷺ کے بلند رتبہ اور مقام اقدس کے پالینے اور دریافت کرنے کی طاقت نہیں۔ امام ابراہیم بیجوری فرماتے ہیں۔ "فلا یعلم احد حقیقة وصف الا خالقه ﷺ" حضور ﷺ کی حقیقت وصف اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور اسی عقیدے کو امام بوصیری قدس سرہ اس شعر میں بیان

فرماتے ہیں۔

اعی الوری فهم معنا فلیس یری   للقرب والبعد فیه غیر منفحم

ساری مخلوق حضور ﷺ کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہے۔ دور و نزدیک والے خاموشی کے سوا کچھ چارہ نہیں پاتے۔ امام صاوی فرماتے ہیں۔ لم یدر که منا سابق ولالا حق یعنی تمام مخلوقات ابتدائے آفرینش سے آخر تک کوئی بھی آپ ﷺ کی حقیقت پر اس دنیا میں مطلع نہ ہو سکا۔

سیدنا امام مجدد اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان القادری افغانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

نہ روح میں نہ عرش بریں نہ لوح میں کوئی بھی کہیں

خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لئے

امام عبدالکریم جیلی قدس سرہ "الا نسان الکامل فی معرفة الا وا خروالا وائل" میں فرماتے ہیں۔

الله حسبی مالا حمد منتهیٰ   وبمد حه قد جاء نافر قانه

اللہ مجھ کو کافی ہے۔ احمد ﷺ کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اس کی مدح میں ہمارے پاس اس کا فرقان آچکا ہے۔

حاشا لم تدرک لاحمد غایة   اذ کل غایات النہابدانہ

پاکی ہے اللہ تعالیٰ کو احمد ﷺ کی غایت کا کسی نے ادراک نہیں کیا۔ اس لئے کہ کل انتہا درجے اس کی ابتدا ہیں۔ "جواہر المعانی" السید الشریف ابو العباس التجانی الفاسی نے العارف باللہ ابو یزید کا قول نقل کر کے فرمایا کہ ابو یزیدؒ نے کہا میں نے معارف کی سمندر میں غوطہ لگایا۔ تاکہ عین حقیقت نبویہ پاسکوں۔ تو اچانک میرے اور اس حقیقت کے مابین نور کے ایک ہزار پردے آگئے اگر میں ان میں سے سب سے پہلے پردہ کے قریب جاتا تو وہ مجھے جلا کر راکھ کر دیتا جس طرح آگ ایک بال کو جلا ڈالتی ہے۔ مولانا شیخ عبدالسلامؒ نے اپنی کتاب "صلواة" میں کہا ہے! حقیقت محمدیہ کے پانے میں عقل وفہم نا کام ہے اس کو ہم میں سے نہ کوئی پہلا پاسکا اور نہ کسی پچھلے کے بس کی بات ہے۔ اسی کے متعلق حضرت اویس قرنیؒ نے حضرت فاروق اعظم اور حضرت علی المرتضیٰؓ کو فرمایا! تم دونوں نے حضور ﷺ کا صرف سایہ (ظاہری صورت مبارک) دیکھا دونوں نے پوچھا کیا ابن ابی قحافہ نے بھی نہیں دیکھا؟ حضورؐ نے فرمایا! ہاں ابن ابی قحافہ نے بھی اصل نہیں دیکھا۔ پس ہو سکتا ہے۔ کہ آپ معارف کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔ تاکہ عین

حقیقت محمدیہ پر مطلع ہو سکے تو نہیں کہا گیا یہ ایک ایسا مشکل کام ہے جس سے اکابر رسول بھی عاجز آ گئے اور حقیقت محمدیہ کا ادراک نہ پا سکے۔ جب ان حضرات کا یہ عالم ہے تو دوسروں کو اس مقام کے ادراک کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے۔ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ "شمائل رسول ﷺ" میں امام الشہاب احمد بن حجر الہیتمی قدس سرہ شرح ہمزیہ میں اور امام قرطبی قدس سرہ "کتاب الصلوۃ" میں بعض آئمہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا "لم یظہر تمام حسنہ ﷺ لا نہ لو ظہر لنا تما حسنہ لما اطاقت اعیننا رویۃ" ہمارے لئے سید عالم ﷺ کا حسن کامل ظاہر نہیں ہوا کیونکہ اگر وہ ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھیں آپ ﷺ کے دیدار کی تاب نہ لاسکتیں۔ امام ابو عبداللہ محمد بن ابی الفضل قاسم الرصاع الانصاری قدس سرہ جو "تحفۃ الاخیار فی الصلوٰۃ علی النبی المختار ﷺ" کے مصنف ہیں۔ اپنی تصنیف "تذکرۃ المجین فی شرح اسماء سید المرسلین ﷺ" میں لکھتے ہیں۔ آپ ﷺ قد، رنگت، لمبائی، آنکھوں، چلنے پھرنے، دانت اور تبسم فرمانے کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر یہ کرم فرمایا تھا۔ کہ اس نے آپ ﷺ کے حسن و جمال پر پردے ڈال دیے۔ ورنہ کوئی آپ ﷺ کے حسن و جمال کو دیکھنے کی قوت نہیں رکھتا تھا۔ یہ بات تواتر کی حد تک پہنچی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے حسن کا کچھ حصہ یوسف کو عطا کیا گیا تھا۔ حضرت یوسف کے حسن کو دیکھ کر زنان مصر نے مدہوش ہو کر بجائے پھلوں کے اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آقا دمولا ﷺ کے حسن پر پردے ڈال کر یہ احسان فرمایا تا کہ کہیں حضور ﷺ کو دیکھ کر لوگوں کی عقلیں ضائع نہ ہوں۔ (پاگل نہ ہو جائیں)۔

اسی لئے امام امجد داعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان القادری قدس سرہ نے فرمایا۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

استاد من مولانا حسن رضا خان قدس سرہ فرماتے ہیں۔

خالق نے تجھے ایسا طرح دار بنایا
یوسف کو تیرا طالب دیدار بنایا

امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ حاکم قدس سرہ سے حضرت جابر بن سمرہ کے روایت کو نقل کر کے لکھتے

ہیں۔ سید عالم ﷺ جن دنوں حضرت ابوایوبؓ کے مہمان تھے اور اس دوران آپ ﷺ کا کھانا جب حضرت ابوایوبؓ کا پیش کردہ کھانا تناول فرماتے تو پس انداز کھانا حضرت ابوایوبؓ کے ہاں بھجوا دیا کرتے تھے۔ جسے حضرت ابوایوبؓ (برکت حاصل کرنے کے لئے) ان جگہوں کو دیکھا کرتے تھے۔ جہاں سید عالم ﷺ کے دست انور لگے ہوتے تھے۔ حضرت ابوایوبؓ ایک دن حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ کیا وجہ ہے کہ آج میں کھانے کے اندر آپ ﷺ کے دست اقدس کے نشان نہیں پاتا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس لئے کہ آج تمہارے کھانے میں تھوڑا تھوم پڑا ہوا تھا۔ (اس لئے میں نے نہیں کھایا) پھر حضرت ابوایوبؓ نے عرض کیا! تو کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! حرام تو نہیں، مگر تم میری مثل کب ہو۔ میرے پاس تو فرشتے آتے ہیں۔ اسی طرح کافی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کا مثل کوئی بھی نہیں جیسا کہ امام مسلم فرماتے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ امام مسلم و امام داؤد قدس سرہما سے حضرت ابن عمرؓ کی روایت کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ مجھے بتایا گیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو آدھا ثواب ملتا ہے۔ (مگر) آپ ﷺ بیٹھ کر ادا فرما رہے ہیں۔ تو سید عالم ﷺ نے فرمایا ہاں! مگر میں تم سے کسی کی مثل نہیں ہوں۔ حقیقت مصطفی ﷺ کا ادراک وعلم انسان کی بس کی بات نہیں۔ لیکن کیا کریں بعض حضرات صرف ظاہر کو دیکھ کر اوصاف سے بھی بے خبر ہیں اور مثلیت کے دعویدار نظر آ رہے ہیں۔ اوا پنے تقاریر میں اسی مثلیت کے دعوں کو بیان کرتے ہوئے گرجتے ہیں کوئی ظاہری صورت کے مثل ہونے کے دعویدار ہیں۔ کوئی اعمال میں مثل کے دعویدار اور کوئی دعوت کے کام میں مثلیت کے دعویدار ہے اور کہتے پھرتے ہیں کہ دعوت کے کام کی وجہ سے اس امت کو فضیلت ملی ہے۔ اور اس کام کو انبیاء کا کام کہہ کر خود کو انبیاء جیسا تصور کرنے لگے ہیں۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ یہ خطاب براہ راست صحابہ کرام سے تھا جیسا کہ امام قسطلانی قدس سرہ مواہب میں لکھتے ہیں۔ "کنتم خیرامۃ اخرجت للناس" یہ خطاب براہ راست سید عالم ﷺ کے اصحاب سے ہے جیسا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر وہ جوان متصل ہے پھر وہ جوان سے قریب ہے اور اسی معلوم ہو گیا کہ اس امت کے اولین اپنے بعد والوں سے برتر ہیں اور بڑے بڑے علماء کا رجحان اسی طرف ہے کہ جس شخص کو نبی کریم ﷺ کی مصاحبت میسر آ گئی اور اس نے اگرچہ آپ ﷺ کو لحظہ بھر بھی دیکھا ہوا اور اپنی عمر میں صرف ایک ہی مرتبہ دیکھا ہوا سے اپنے بعد والوں پر افضلیت

حاصل ہے کیونکہ مصاحبت ورویت کی فضیلت کی اور کوئی فضیلت ہمسری نہیں ہوسکتی۔جیسا کہ غزوہ خیبر کے موقع پر ایک حبشی غلام جس کا نام اسلم تھا اسلام لائے اور اسی ہی غزوہ میں شہید ہوگئے۔حافظ ابن کثیر "البدایہ" اور علامہ محمد ہاشم سندھی قدس سرہ "بذل القوۃ" میں لکھتے ہیں۔یہ غلام سیاہ فام شہید ہوگیا جب کہ اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک بھی سجدہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔اس صحابی رسول ﷺ کو روزہ، حج، ذکوٰۃ، نماز کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔مگر اس صحابی کو دیدار مصطفیٰ ﷺ سے صحابی ہونے کا وہ درجہ ملا جو غیر صحابی کو ساری عمر عبادت سے نہیں مل سکتا اور کیوں نہ ہو کہ دعوت کا اصل کامل کام صحابہ کرام ہی نے ادا فرمایا جو صرف امر بالمعروف تک محدود نہ تھا بلکہ نہی عن المنکر کو بھی انجام دیتے تھے۔اور انکا دعوت مسلمانوں کے ہی مساجد کو سفر نہیں بلکہ میدان جہاد میں یہی دعوت کفار ومشرکین کو دیتے رہے۔امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ ابن عساکر سے نقل فرماتے ہیں حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا جس شہر میں میرا کوئی صحابی فوت ہوگا تو وہ میرا صحابی قیامت میں ان شہریوں کیلئے قائد وامام اور نور ہوگا۔نیز علامہ ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے روایت ذکر کی کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا جس شہر میں میرا کوئی صحابی فوت ہوگا تو وہ قیامت میں ان کیلئے مینارہ نور اور ان کا سردار ہوگا۔مگر پھر بھی صحابہ کرام نے مثلیت کا دعویٰ نہیں کیا۔مگر آج کل ایسے حضرات بھی ہیں۔جو اعمال میں نہ صرف مثلیت کے دعویدار ہیں بلکہ اعمال میں انبیاء علیہم السلام پر امت کے فضیلت کے قائل ہیں۔(معاذ اللہ) اور افسوس اس بات کی ہے کہ یہ ایک ایسے حضرت کا لکھا ہوا عقیدہ ہے جو ایک مکتبہ فکر کے امام الکبیر بلکہ اس مکتبہ فکر کے بانی سمجھے جا رہے ہیں۔جیسا کہ دار العلوم دیوبند کے بانی اور علماء دیوبند کے امام الکبیر اپنے رسالہ "تحذیر الناس" میں لکھتے ہیں۔انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔حقیقت مصطفیٰ ﷺ کا علم تو صرف اللہ عزوجل ہی جانتا ہے۔مگر اللہ عزوجل ہر کسی پر اوصاف مصطفیٰ ﷺ بھی ظاہر نہیں فرماتا۔حکیم محمد بن علی ترمذی قدس سرہ (صاحب سنن ابو عیسیٰ ترمذی قدس سرہ مراد نہیں بلکہ (نوادر الاصول والے صاحب ہیں) اپنی کتاب "نوادر الاصول" میں لکھتے ہیں۔جس کا دل اللہ تعالیٰ کی جانب سے اندھا ہو جاتا ہے۔اور اس میں ہدایت کا قحط پڑ گیا ہو۔تو ایسا شخص نبی کریم ﷺ کی نبوت کے آثار نہیں دیکھ سکتا بلکہ وہ آپ ﷺ کی ظاہری شخصیت اور جسم وغیرہ کو دیکھتا ہے۔باری تعالیٰ نے اس حقیقت کو یوں واضح فرمایا ہے۔و ترٰھم

ینظرون الیک وھم لا ینصرون (اعراف ۱۹۸) اور تو انہیں دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں اور انہیں کچھ بھی نہیں سوجھتا اور جسے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی نور کی ہدایت عطا فرمائی ہو ان پر اوصاف ظاہر ہو جاتے ہیں۔آیئے حضرت عائشہؓ کا فرمان پڑھتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ کیا تم میں سکت ہے سید عالم ﷺ کے اعمال جیسے عمل کر سکو۔

امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ امام احمدؒ سے بسند صحیح حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں۔حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت ام المومنین سے حضور سید عالم ﷺ کے روزوں کی بابت استفسار کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا کیا تم میں سکت ہے کہ سید عالم ﷺ کے اعمال جیسے اعمال کر سکو؟ جبکہ سید عالم ﷺ کے سبب آپ ﷺ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔سید عالم ﷺ کے معمولات زائد ہوا کرتے تھے۔تو معلوم ہوا کہ بظاہر بھی انبیاءؑ کے اعمال تک امت کی رسائی بالکل ہی ناممکن ہے۔اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت عائشہؓ بظاہر اعمال میں بھی آپ ﷺ کے مثل کی قائل نہ تھی۔کیونکہ وہ ظاہری آنکھوں سے حضور ﷺ کے ظاہری اوصاف، عبادات کو ملاحظہ فرماتی رہیں اور اللہ عزوجل نے آپؓ کو وہ نوری بصیرت عطا فرمائی تھی۔جس سے آپ کو اوصاف نظر آتے رہے۔اصحاب مصطفیٰ ﷺ کا تو یہ عقیدہ تھا۔تو پھر اعمال میں بظاہر بڑھ جانے کی نئی اصطلاح پتہ نہیں کس عقیدے کی پرچار ہے؟ امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ امام بیہقی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔حضرت الامام مجاہد سے "نسافلة لك" کی تفسیر میں روایت کیا کہ حضرت مجاہد نے فرمایا حضور ﷺ کے علاوہ اور کسی کی عبادت زائد نہیں ہے۔امام عبد الرؤف مناوی "کبیر" میں لکھتے ہیں۔صحابہ کرام کہتے تھے ہم آپ ﷺ کی طرح نہیں ہیں۔کنز العمال میں ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان ہیں نے حضور ﷺ سے پہلے حضور جیسا دیکھا نہ حضور کے بعد، حضور ﷺ بے مثل تھے۔حضور ﷺ کے اس فرمان مبارک کو صحابہ کرام نے دل وجان سے قبول کرتے ہوئے اسے اپنا عقیدہ بنایا۔اس زمانے میں بعض حضرات آپ ﷺ کے ظاہری صورت میں مثل کے دعویدار نظر آتے ہیں۔اور اپنے جیسا بشر کہتے نہیں تھکتے (اہلسنت آپ ﷺ کے صفت بشر ہونے کے ہرگز منکر نہیں مگر بے مثل بشر مانتے ہیں نہ کہ اپنے جیسا) حالانکہ وہ لوگوں نے ظاہری صورت بھی نہیں دیکھی۔العارف باللہ سید احمد بن ادریس قدس سرہ اپنی کتاب "العقد النفیس" میں لکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔"واذا قرات القرآن جعلنا بینک وبین الذین لا یو

منون بالآخرة حجابا مستورا " (اسریٰ ۴۵) اور جب آپ قرآن کریم تلاوت کرتے ہیں تو ہم آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے ایک بڑا پردہ ڈال دیتے ہیں۔ یہ بڑا پردہ کیا ہے؟ یہی وہ لوگ آپ ﷺ میں صرف بشریت اور عبودیت ہی دیکھتے تھے۔ کیونکہ اگر وہ سچے ہوتے تو انہیں بھی وہی کچھ دکھائی دیتا جن کا دیکھنا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ "ان الذین یبا یعونك انما یبایعون الله " (الفتح ۱۰) جن لوگوں نے آپ سے بیعت کی انہوں نے یقیناً اللہ تعالیٰ سے بیعت کی۔ امام قسطلانی قدس سرہ "مواهب لدنیه " میں اور امام یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ اپنے تصانیف "جواهر البحار فی فضائل نبی المختار " اور "شمائل رسول الله " میں لکھتے ہیں۔ معلوم رہے کہ سید دو عالم ﷺ پر کامل ایمان رکھنے میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ ایک مومن کیلئے اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ کہ سید دو عالم ﷺ کے کمال خلق کی طرح کمال خلقت میں بھی اللہ جل مجدہ نے کسی مخلوق کو حضور سید عالم ﷺ کا مثل پیدا نہیں فرمایا (اور نہ فرمائیگا)۔ امام علامہ شیخ عبدالروف مناوی قدس سرہ اپنی تصنیف ''کبیر'' (شرح جامعہ صغیر) میں لکھتے ہیں۔ تکمیل ایمان سے ہے کہ یہ ایمان رکھنا کہ جسد اقدس ﷺ کو اس صورت پر تخلیق کیا جو نہ پہلے تھا اور نہ بعد میں ہے۔ وکیل احناف ملا علی قاری حنفی قدس سرہ شرح شفا میں لکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کے فضائل مختصہ کا بیان جو حضور ﷺ کی خلقت سے قبل کسی مخلوق میں جمع نہ ہوئے اور ؛ یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ حضور ﷺ کے بعد حضور ﷺ کی مثل موجود ہونا محال ہے۔ امام المحققین عبدالکریم جیلی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ سید عالم ﷺ کی احسن تقویم میں تخلیق ہوئی اور آپ ﷺ دوسروں کی طرح اسفل السافلین میں لوٹنے والے نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے حلیہ شریف میں اکمل واجمل تھے۔ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ ''جواہر البحار'' میں امام المحققین بدالکریم جیلی شافعی قدس سرہ کے جواہر سے نقل فرماتے ہیں۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ سید عالم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا! جبریل امین میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ کہ میں نے زمین کے مشرق ومغرب چھان مارے مگر میں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے برتر کسی کو بھی نہ دیکھا۔ امام شہاب احمد بن حجر الہیتمی قدس سرہ ترمذی شریف کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں۔ تحقیق اللہ نے مخلوق پیدا کی تو مجھے بہتر میں بنایا پھر قبیلے میں رکھا پھر گھر پسند فرمائے تو مجھے بہترین گھر میں رکھا تو میں سب بہتر ہوں روح اور ذات کے لحاظ سے اور افضل ہوں گھر کے اعتبار سے

محقق احمد بن محمد ناصر اسلاوی قدس سرہ اپنے رسالہ "الاتفاق فی آیة اخذالمیثاق " میں فرماتے ہیں حضرت موسیٰ نے امت مصطفویہ میں سے ہونے کی التجا اس لئے کی تھی۔ کیونکہ انہیں حضور ﷺ سے عشق اور آپ ﷺ کے (عشق مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے) امت سے محبت تھی اسی وجہ سے شب معراج میں حضرت موسیٰ نے (دیدار مصطفیٰ ﷺ کے شوق میں) بار بار حضور ﷺ سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل کیا اور ان کی وجہ سے ہی امت مسلمہ پر نماز کی تخفیف کی گئی اس سے وہ محبت وعشق عیاں ہوتی ہے جو حضرت موسیٰ کے قلب انور میں حضور ﷺ اور آپ ﷺ (کے عشق کی وجہ سے) امت مرحومہ کیلئے تھی۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان القادری قدس سرہ فرماتے ہیں۔

کلیم ونجی مسیح وصفی خلیل ورضی رسول ونبی
عتیق ووصی غنی وعلی ثنا کی زباں تمہارے لئے

جب انبیاء کرام آپ ﷺ کے دیدار کے مشتاق ہوں تو پھر کسی عام انسان کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ ہمارے جیسے تھے۔ یقیناً جہل اور شیطان کی تابعداری ہے۔ بعض حضرات معیوب بشری لوازمات کو حضور ﷺ سے منسوب کر کے حضور ﷺ کو اپنا جیسا بشر مانتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ وہ گستاخوں کے زمرے میں آ کر دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ ایک طرف تو برائے نام مسلمان اپنی تقاریر میں حضور ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور دوسری طرف آجکل یہود ونصاریٰ بھی اپنے اسی مقصد میں کامیاب ہو کر وہ سر عام حضور ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرنے لگے ہیں۔ اور کبھی خاکوں کے ذریعے اور کبھی فلم کی صورت میں حضور ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس مضمون میں گستاخوں کے بارے میں حکم اور چند واقعات ذکر کئے جائیں۔ اس سے مضمون ضرور طویل ہو جائے گا۔ مگر موجودہ حلالات کے پیش نظر اسے بیان کرنا ضروی ہے۔ اسی لئے اس مضمون کا اگلا حصہ بنام **''گستاخ کی سزا سر تن سے جدا''** شروع کرتا ہوں۔

امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ کی شان میں جب بھی مخالفین و معاندین نے گستاخی کی تو اللہ عزوجل نے بذات خود اس کی تردید فرمائی۔ امام الشہاب احمد بن حجر الہیتمی قدس سرہ لکھتے ہیں۔ آپ ﷺ کی تعظیم میں سے ہے کہ ایسے اوصاف سے آپ کو متصف نہ کیا جائے۔ جو لوگوں میں اوصاف کمزوری میں شمار ہوتی ہوں لہٰذا آپ کو فقیر کہنا جائز نہیں۔ علامہ امام سبکی نے الشفا سے

فقہائے اندلس کا فتویٰ نقل کر کے لکھا ہے۔ جو شخص حضور اقدس ﷺ کے حق میں ادنیٰ سی خفت کرے اس کو قتل کیا جائیگا۔ ان کا یتیم نامی شخص سے مناظرہ ہوا اور وہ کہتا تھا کہ آپ کا فقر قصداً نہیں تھا اگر آپ کے پاس طیبات ہوتیں تو ضرور تناول کرتے تو علمائے اندلس نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ (ایسا ہی جملہ مناظرہ بریلی میں منظور نعمانی نے محدث اعظم پاکستان سردار احمد خان قدس سرہ سے مناظرے کے دوران کہا تھا)۔

علامہ سبکی "السیفی المسلول علی " میں لکھتے ہیں۔ امام ابوالحسن قابسی متوفی ۴۰۳ھ نے اس شخص کے بارے میں قتل کا فتویٰ دیا جس نے آپ ﷺ کو ابو طالب کا یتیم کہا فقہائے اندلس نے ابن حاتم طلیطلی کے قتل اور پھانسی کا فتویٰ دیا۔ کیونکہ اس نے دوران مناظرہ یتیم کہہ کر آپ ﷺ کی بے ادبی کی امام سبکی اپنی اسی تصنیف میں لکھتے ہیں۔ امام ابویعلیٰ حنبلی متوفی ۶۵۸ھ لکھتے ہیں جس نے اللہ تعالیٰ کی یا اس کے رسول کی گستاخی کی تو وہ کافر ہے۔ خواہ اسے جائز مان کر کہا یا ناجائز اگر کہتا ہے۔ میں اسے جائز نہیں سمجھتا تو ظاہرا پھر بھی اس کی نہیں سنی جائے گی اور یہ مرتد ہے اور وہ قاتل، شرابی اور چور کی طرح نہیں کیونکہ کوئی کہتا ہے۔ میں اسے حلال نہیں جانتا تو ان کی بات مان لی جائیگی۔ کیونکہ ان اشیاء کی حرمت ہے مگر فعل میں لذت ہے ہم نے اس پر کفر بطور ظاہر جاری کیا ہے اگر وہ باطن میں سچا ہے۔ تو وہ مسلمان ہوگا جیسا کہ زندیق۔ امام سبکی مزید لکھتے ہیں قاضی عیاض لکھتے ہیں وہ کلمات جن سے حضور ﷺ کی منقصت کا پہلو نکلتا ہو۔ مثلاً کوئی شخص گالی دے یا ایسے کلمات کہے جو عیب جوئی کیلئے استعمال ہوتے ہوں یا ان الفاظ سے آپ ﷺ کی ذات اقدس مبارک، دین، اسوہ یا خصائل میں سے کسی خصلت کو زک پہنچتی ہو، یا ذات نبوی پر کسی قسم کی تعریض کرے یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ استعمال کرے جن میں تحقیر و تصغیر شان ہو یا اس میں کمی و عیب ہو تو ایسے تمام الفاظ سب و شتم گستاخی میں شمار ہوں گے اور ایسے الفاظ کہنے والے کا حکم یہ ہے کہ وہ واجب القتل ہے۔ قاضی عیاض کے حوالے سے امام سبکی لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب، امام ثوری، اہل کوفہ، اوزاعی نے مسلمان گستاخ کے بارے میں ارتداد کا فتویٰ دیا ہے۔ علامہ بدر زرکشی نے بعض علمائے متاخرین سے نقل کیا ہے کہ آپ نہ مال کی وجہ سے فقیر تھے اور حالت فقر میں کوئی حالت فقیرانہ تھی بلکہ تمام لوگوں میں زیادہ غنی باللہ تھے۔ علامہ مناوی "کبیر" میں لکھتے ہیں۔ آپ ﷺ کے پاس قلت مال و دولت اختیاری ہے اضطراری نہیں اگر آپ ارادہ کریں تو بہت زیادہ وسیع ہوتا علامہ نورالدین بن زین الدین الجزار شاگرد رشید الشہاب الرملی قدس سرہ **"القول الحق فی ان محمد ﷺ افضل**

الخلق " میں لکھتے ہیں۔ جو حضور ﷺ کی افضلیت کا انکار کرے ان کے ساتھ مناظرہ کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ انہیں آگ میں ڈالا جائے پھر اگر آگ جلانے کی حقیقت تسلیم کر لیں تو باہر نکال دیا جائے ورنہ جل کر خاک ہو جائیں۔ اگر یہ مخالف اپنی جہالت پر قائم رہے تو مسلمان حکمران پر واجب متوکد ہے کہ اس کی خوب خبر لے اسے سخت ترین سزا دے۔ خوب مارے پیٹے قید میں رکھے جوتیوں سے مرمت کرے مختلف قسم کی تعزیرات انتہائی طور پر اس پر نافذ کرے جیسا کہ اسلام دشمنوں کیلئے ہوتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کا ادب لازم اور ایمان کا جز ہے کوئی بھی حضور ﷺ کی بے ادبی کرے وہ گستاخ ہے اور گستاخ واجب القتل ہے۔ یہاں ایک حوالہ ضروری سمجھتا ہوں کہ آجکل خود کو موحد کہنے والے اور خود کو خالص مسلمان سمجھتے ہوئے بعض علماء و مبلغین حضور ﷺ کے علم کے بارے میں مسلمانوں کے ذہنوں میں شبہات ڈالتے ہوئے سر عام منبر رسول ﷺ پر علم غیب کا انکار کرتے ہیں۔ اور اس انکار میں بڑی بڑی کتابیں سیاہ کر کے اپنی بے ادبی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ آیا حضور ﷺ کے علم غیب کی نفی کرنا بے ادبی ہے۔ کہ نہیں آیئے اسی ہی گروہ کے عالم اور مفتی کا بیان دیکھتے ہیں کہ وہ ایسے لوگوں کو بے ادب سمجھتے ہیں یا نہیں چنانچہ مفتی محمد شفیع بانی دارالعلوم کراچی اپنے تفسیر معارف القرآن جلد ۷ صفحہ ۹۶ پر لکھتے ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے متعلق تقاضا ادب یہ ہے کہ یوں نہ کہا جائے کہ آپ غیب نہیں جانتے تھے۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو امور غیب کا بہت بڑا دیا تھا جو انبیاء میں کسی دوسرے کو نہیں ملا تو واضح ہوا کہ ایسے لوگ جو آپ ﷺ کے علم غیب کا سر عام انکار فرماتے ہیں۔ اور اسے اپنے تقاریر اور تصانیف کا موضوع بناتے ہیں۔ وہ بھی یقیناً بے ادب ہیں۔ یہاں چونکہ علم غیب میرا موضوع نہیں ورنہ مخالفین کے کتب سے اثبات علم غیب پر دلائل کے انبار لگا تا۔ احقر فاروقی نے اس موضوع با قاعدہ ایک تصنیف مسئلہ علم غیب اور اکابر دیوبند لکھی ہے جس میں بعض علماء دیوبند کے اثبات علم غیب پر اعتراضات کے جوابات ہزار دلائل سے علماء دیوبند کے بھی سینکڑوں قطب سے دیگر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے۔ انشاء اللہ عنقریب شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمت دے تا کہ اسے شائع کر سکوں۔ ابن تیمیہ "**الصارم المسلول** " اور علامہ سبکی "**السیف المسلول** " میں لکھتے ہے۔ جو حضور ﷺ کی گستاخی کرے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر اسے قتل کرنا واجب ہے۔ یہ عام علماء کا مذہب ہے علامہ سبکی اپنی اسی تصنیف میں لکھتے ہیں کہ امام مالک کے تلامذہ اور امام احمد بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ جس

نے حضورﷺ کی شان میں گستاخی کی اسے قتل کیا جائیگا۔ اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا جائیگا۔ علامہ سبکی مزید لکھتے ہیں۔ امام ابن عتاب متوفی ۴۲۶ نے فرمایا قرآن وسنت کا یہ حکم ہے جس نے حضورﷺ کی شان میں ذرا سا بھی نقص بیان کیا خواہ وہ اشارہ یا واضح طور پر اگر چہ وہ کم ہو ایسے شخص کا قتل لازم ہے۔ علامہ سبکی اپنی اسی تصنیف میں شیخ ابن عتاب اور قاضی عیاض کا قول لکھتے ہیں۔ جس نے نبیﷺ کو حقیر جانا یا بکریاں چرانے، یا سہو، یا نسیان، یا جادو، یا زخم یا بعض غزوات میں بظاہر شکست یا حالات یا دشمن کی شدت، لشکر کے ہزیمت اٹھانے یا دشمن کی ایذا رسانیوں کی وجہ سے اذیت آپ کو اٹھانی پڑی اس سے عار دلائے۔ یا الزام تراشی کرے یا عورتوں کی طرف میلان کا عیب لگایا تو اسے قتل کیا جائیگا۔ علامہ سبکی لکھتے ہیں۔ امام عبداللہ بن احمد کہتے ہیں میں نے والد گرامی سے پوچھا کہ گستاخ نبی سے توبہ کا مطالبہ کیا جائیگا؟ فرمایا قتل لازم ہے توبہ کا مطالبہ ہی نہ کیا جائیگا۔ پھر بطور دلیل فرمایا حضرت خالد بن ولیدؓ نے ایسے گستاخ کو قتل کیا اور توبہ کی بات نہیں کی اصحاب احمد کا بھی یہی قول ہے۔ امام سبکی کفر کی تین مراتب نقل کر کے لکھتے ہیں۔

☆ جو کفر پر پیدا ہوا ہو۔ ☆ جو اسلام کے بعد مرتد ہو جائے۔ ☆ گستاخ

پھر لکھتے ہیں تینوں میں بدترین کفر گستاخی ہے۔ کیونکہ اسے دین نہیں بنایا جا سکتا یہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء ورسل کی نہایت ہی تحقیر ہے اور کمزور ایمان والے لوگوں کو شبہ ڈالنا ہے اسی لئے یہ جرائم میں بدترین جرم ہے اس پر توبہ پیش نہیں کی جاتی بخلاف دوسری قسم کے کیونکہ اس میں بعض اوقات شبہات بھی ہو سکتے ہیں تو انہیں دور کیا جائیگا۔ لیکن گستاخی میں شبہ ہرگز نہیں ہو سکتا تو اس پر توبہ پیش کرنا نہ لازم اور نہ مستحب۔ مزید لکھتے ہیں۔ گستاخی ہر فساد کی اصل ہے کیونکہ اس سے نبوت پر حرف آتا ہے جو دین و دنیا کی اصلاح کی بنیاد ہے۔ آیئے چند ایسے واقعات دیکھتے ہیں کہ حضورﷺ کے حکم پر صحابہ کرام نے کس طرح لبیک کہتے ہوئے انہیں واصل جہنم کیا۔

☆ عصماء بنت مروان جو یزید بن زید خطمی کی بیوی تھی بڑی گستاخ عورت تھی اشعار میں بھی حضورﷺ کی گستاخی کرتی تھی۔ حضرت عمیر بن عدیؓ نے اس کا کام تمام کرنے کا ارادہ کیا اور آدھی رات کو اس کے گھر میں داخل ہوئے اس وقت اس عورت کے ارد گرد اس کے بچے سو رہے تھے۔ ان میں سے ایک کو اپنے سینے پر بیٹھا کر دودھ پلا رہی تھی۔ جناب عمیر نے ہاتھ لگا کر بچے کو دیکھا تو وہ دودھ پی رہا تھا۔ آپ ایک طرف ہو گئے کچھ پر بعد تلوار اس کے سینے پر رکھی اور زور سے دبائی حتیٰ کہ وہ پیٹھ کی طرف سے باہر نکل آئی پھر

وہاں سے نکل آئے۔ فجر کی نماز حضورﷺ کے ساتھ ادا فرمائی۔ حضورﷺ نے سلام پھیرا اور پیچھے کی طرف مڑ کر بیٹھ گئے تو آپﷺ کو عمیر نظر آئے۔ آپ نے عمیر سے پوچھا کیا تم مروان کی بیٹی کو قتل کر آئے ہو؟ اس سے حضور نبی غیب دانﷺ کا علم غیب بھی ثابت ہوا۔ عمیر کہنے لگا میرے ماں باپ قربان جی یا رسول اللہ! عمیر کو خوف لگا۔ شائد رسول اللہﷺ ناراض نہ ہو۔ عرض کی کیا مجھ پر اس کا کوئی جرمانہ یا حد وغیرہ ہے۔ یا رسول اللہﷺ؟ آپﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس کے بارے میں دو مینڈھے سینگوں سے لڑیں گے۔ پھر رسول اللہﷺ اپنے گرد صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا اگر تمہیں محبت ہو کہ ایسے شخص کو دیکھو جس کی اللہ اور اس کے رسول نے غائبانہ مدد کی؟ تو عمیر بن عدی کو دیکھو حضرت عمر فاروقؓ نے کہا اس نا بینے کو دیکھو جس نے اللہ کی اطاعت میں رات بسر کی۔ آپﷺ نے فرمایا اسے نابینا نہ کہو لیکن یہ تو بصیر ہے۔ جب حضرت عمیرؓ واپس آئے لوگ اس عورت کو دفنانے میں مصروف تھے۔ آپ کو دیکھ کر سب لوگ آپ کی طرف دوڑے اور کہنے لگے۔ اے عمیر تم نے اس عورت کو قتل کیا ہے؟ عمیر کہنے لگا ہاں میں نے قتل کیا ہے۔ تم سب میرے خلاف جو مکر وفریب اور داؤ کھیلنا چاہتے ہو کھلی اجازت ہے۔ میں تم سے مہلت بھی طلب نہیں کرتا۔ اس اللہ کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر تم سب گستاخی کرو تو اپنی تلوار سے تم سب پر حملہ کردوں گا۔ پھر یا تو میں قتل ہو جاؤں یا۔ یا میں تم سب کو قتل کر کے چھوڑوں گا۔

(الصارم المسلول، السیف المسلول، جواھر البحار، بذل القوہ، الانسان العیون)

☆ امام سبکی السیف میں لکھتے ہیں۔ ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت عمیر خطمی قاری قرآن نابینا تھے اس کی بہن نے حضورﷺ کی گستاخی تو اس نے اسے قتل کیا تو رسول اللہﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہ عورت دور ہوگئی۔

☆ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قبیلہ خطمہ کی عورت نے شان مصطفیﷺ میں گستاخی کی آپﷺ نے فرمایا! میری خاطر کون اس کا کام تمام کریگا؟ اس کی قوم کے آدمی نے کھڑے ہو کر فرمایا میں اس کا کام تمام کروں گا یا رسول اللہﷺ وہ اٹھا اور جا کر اسے قتل کر دیا۔ **الصارم المسلول، جواھر البحار۔**

☆ کعب بن اشرف حضورﷺ کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے اعلان فرمایا کون ہے جو کعب بن اشرف کی خبر لے؟ اس نے بیشک اللہ اور اس کے رسولﷺ کو اذیت

پہنچائی ہے۔ یہ سن کر جناب محمد بن مسلمہ کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ میں تیار ہوں کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر دوں؟ فرمایا اجازت ہے اجازت ملنے کے بعد محمد بن مسلمہ کعب بن اشرف کے پاس گئے اور باہمی معاملات پر گفتگو کی۔ پھر کعب بن اشرف کو دوستانہ طریقے سے رات کے وقت اپنے پاس بلایا۔ جناب محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب کعب آئے تو میں اس کے سر کی طرف ہاتھ بڑھاؤں گا۔ جب اچھی طرح قابو کرلوں تو تم اپنا کام کر دکھانا کعب حسب وعدہ آ گیا حاضرین نے کہا تم نے بڑی اچھی خوشبو لگائی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے سونگھنے کی اجازت مانگی تو کہا سونگھ لو۔ محمد بن مسلمہ نے خوشبو سونگھنے کے بہانے اس کے بال مضبوطی سے پکڑ لئے اور ساتھیوں سے کہا تم اپنا کام کر دکھاؤ۔ چنانچہ انہوں نے کعب بن اشرف کو قتل کر ڈالا صبح یہودی اپنے ساتھیوں سمیت بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ہمارے سردار کو بلا جرم قتل کیا گیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ دوسروں کی طرح آرام سے رہتا تو اسے دھوکہ سے قتل نہ کیا جاتا۔ لیکن اس نے ہمیں اذیت پہنچائی اور اشعار میں ہماری گستاخی کی ہے۔ تم میں سے اگر کوئی ایسی حرکت کرے گا تو اس کا علاج صرف تلوار ہوگی۔

(الصارم المسلول، السیف المسلول جواهر البحار، بذل القوه، انسان العیون)

☆ ایک نابینا شخص کی ام ولد (لونڈی) تھی۔ جو حضور ﷺ کو گالی دیا کرتی تھی۔ اس نابینا شخص نے منع کیا لیکن وہ باز نہ آئی۔ اس نے ڈانٹا لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ایک رات جب اس نے حضور ﷺ کی شان عالی شان میں نازیبا گفتگو شروع کی تو اس نابینا نے کدال پکڑا اور اس کے پیٹ پر دے مارا۔ وہ پیٹ میں گھس گیا اس کو تکیہ بنا کر اس پر بیٹھ گیا حتیٰ کہ اس کو قتل کر دیا۔ جب صبح ہوئی حضور ﷺ نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا۔ جس شخص نے یہ قتل کیا ہے۔ وہ کھڑا ہو جائے مجھے اس پر حق ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ نابینا کھڑا ہوا۔ لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا حضور ﷺ کی طرف لڑکھڑاتے ہوئے آنے لگا۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ کے سامنے گر بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ میں اس کا مالک ہوں۔ وہ آپ ﷺ کی شان عالی شان میں گستاخی کرتی تھی میں نے روکا وہ نہ رکی۔ میں نے ڈرایا دھمکایا لیکن اس نے ایک نہ سنی میرے اس کے بطن سے دو بیٹے ہیں ایسے جیسے موتی ہوں اور وہ میرے حق میں بڑی نرم دل تھی۔ جب گزشتہ رات اس بد بخت نے آپ ﷺ کی شان عالی شان میں گستاخی شروع کی تو مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں نے کدال پکڑ کر اسکے پیٹ میں گھسیڑ دیا۔ اس پر میں نے ٹیک لگالی۔ حتیٰ کہ میں نے اسے مار کر ہی چھوڑا۔ اس پر

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا آگاہ ہو جاؤ! اس عورت کا خون ضائع ہے۔ **(الصارم المسلول، السیف المسلول، جواهر البحار)**۔

☆ امام بخاری اپنی ''صحیح'' ابن تیمیہ الصارم میں اور امام سبکی السیف اور محمد ہاشم سندھی نے 'بذل القوہ' میں ابورافع گستاخ کا واقعہ لکھا ہے یہاں اسے اختصار کیطور پر نقل کرتا ہوں۔ ابورافع یہودی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ حضور ﷺ نے جناب عبداللہ بن عتیق کو امیر بنا کر چند لوگوں کے ساتھ ابورافع کی طرف روانہ کیا۔ عبداللہ بن عتیق رات کے وقت اس کے قلعے میں داخل ہوا۔ اندھیرے میں اس کے کمرے پہنچا جہاں ابورافع اپنے اہل وعیال کے ساتھ لیٹا ہوا تھا۔ اسے معلوم نہ تھا کہ ابورافع کس جگہ لیٹا ہوا ہے۔ آواز دی ابورافع؟ وہ کہنے لگا کون ہے یہ؟ یہ جدھر سے آواز آئی اس طرف چل پڑا اور خیال تھا کہ اپنی تلوار سے وار کرونگا۔ عبداللہ بن عتیق کہتے ہیں میں نے تلوار سے وار کیا وہ چلایا۔ پھر میں کمرے سے نکلا کچھ دیر بعد اندر آیا میں نے پوچھا اے ابورافع یہ کیسی آواز ہے؟ اس نے کہا تمہیں نہیں معلوم کہ کسی تلوار کا وار کیا ہے کہتے ہیں میں نے دوبارہ ایسا وار کیا کہ تلوار اس کی پیٹ میں دبائی رکھی یہاں تک کہ میں سمجھا کہ اب اس کا کام تمام ہو چکا ہے۔ پھر میں نے دروازہ کھولا اور سیڑھی سے اترنے لگا تو نیچے گر گیا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے پگڑی سے اسے باندھ لیا اور اس کے موت کی خبر کا انتظار کرنے لگا یہاں تک کہ صبح ناعی نے دیوار پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے ابورافع کی موت کی سنائی۔ یہ سن کر میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور ابورافع کے قتل کی خبر دی۔ پھر میں بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی پنڈلی بچھاؤ میں نے بچھائی تو سرور کائنات ﷺ نے اس پر اپنا دست اقدس پھیرا مجھے ایسا آرام آ گیا گویا کبھی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔ (آپ ﷺ کا مشکل کشا اور دافع البلا والامراض ہونا بھی ثابت ہوا)۔

☆ ابن تیمیہ 'الصارم' میں اور امام سبکی 'السیف' علامہ نبہانی ''جواہر البحار'' میں لکھتے ہیں۔ ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنے باپ سے آپ ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات سنے مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ اور مار ڈالا حضور ﷺ کو یہ بات ناگوار نہ گزری ابن تیمیہ ''الصارم'' نے اور امام سبکی ''السیف'' علامہ نبہانی ''جواہر البحار'' میں لکھتے ہیں۔ مشرکین میں سے ایک شخص نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''من یکفینی عدوی'' یہ سن کر حضرت زبیر بن

عوام کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میں ہوں۔ پھر حضرت زبیر نے اس مشرک سے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ حضور ﷺ نے حضرت زبیر کو اس مشرک کا سامان لڑائی عطا فرمایا''

☆ ابن تیمیہ الصارم میں اور امام سبکی (السیف) علامہ نبہانی ''جواہر البحار'' مروی ہے ایک شخص نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ "من یکفینی عدوی" جناب حضرت خالدؓ کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کے بعد حضور ﷺ نے خالدؓ کو اس کی طرف روانہ فرمایا حضرت خالدؓ نے جا کر اسے قتل کر ڈالا۔

☆ (ابن تیمیہ ''الصارم'' میں اور امام سبکی 'السیف' علامہ نبہانی ''جواہر البحار'' اور علامہ حلبی **"انسان العیون"** میں لکھتے ہیں۔ کہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے گستاخوں کے علاوہ عام معافی کا اعلان فرمایا تھا۔ گستاخوں کے بارے میں فرمایا۔ **"افتلوهم وان وجد تموهم متعلقین باستار الکعبه"** جہاں کہیں یہ ملیں انہیں قتل کر دو اگر چہ کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹے ہوئے بھی ہوں۔ ان میں

1) حویرث بن نفیل گستاخ اپنے گھر میں ہی تھا۔ جیسے وہ گھر ہی سے باہر نکلے او بھاگنے لگے تو حضرت علی المرتضیٰؓ اسے قابو کر کے اس کی گردن اڑادی۔

2) عبداللہ بن خطل تو کعبہ کی پردوں میں چمٹا ہوا پایا گیا اس کی طرف سعید بن حریث اور عمار بن یاسر لپکے دونوں میں حضرت عمار بن یاسر نے پہلے وار کیا اور اسے قتل کر دیا۔

3) اور انہی گستاخوں میں مقیس بن صبابۃ بھی تھے اسے لوگوں نے بازار میں پایا اور وہیں اس کا کام تمام کر دیا۔

11) امام نبہانی جواہر البحار میں اور ابن تیمیہ الصارم المسلول میں لکھتے ہیں۔ کہ بدر کے قیدیوں میں گستاخ بھی تھے ایک عقبہ بن ابی معیط اور دوسرا نضر بن حارث۔ حضور ﷺ نے صفراء کے مقام پر نضر بن حارث کے قتل کا حکم دیا اسے حضرت علی المرتضیٰؓ نے قتل کیا۔ اور وہاں سے چل پڑے تو عرق الظبیہ میں عقبہ کے قتل کا حکم ہوا اسے عاصم بن ثابت نے قتل کیا۔ ان کے قتل پر حضور ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم! تو بہت ہی برا آدمی تھا تجھ سے بڑھ کر میں نے اللہ تعالیٰ اس کی کتاب اور اس کے رسول کا کافر اور اس کے پیغمبر کو اذیت پہنچانے والا نہ دیکھا۔ میں اس اللہ کی حمد کہتا ہوں جس نے تجھے قتل کیا اور تجھ سے میری آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ اس کے علاوہ کسی قیدی کو قتل نہ کیا۔ ابن ابی معیط وہ بد بخت لعنتی آدمی تھا جس نے حضور ﷺ کا گلا گھونٹنے کی

کوشش کی تھی۔ اس بد بخت لعنتی نے حضور ﷺ کی پشت مبارک پر جھلی ڈالی تھی۔ جب سرور کائنات ﷺ عین سجدہ کی حالت میں تھے۔

12) امام نبہانی جواہر البحار میں اور ابن تیمیہ الصارم المسلول میں لکھتے ہیں۔ ابن خطل کی دو لونڈیاں بھی تھیں۔ جو حضور ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک جس کا نام سارہ تھا قتل کر دی گئی۔ اور دوسری کہیں چھپ گئی تھی۔

13) امام نبہانی جواہر البحار میں اور ابن تیمیہ الصارم المسلول میں لکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے گستاخی کرنے والی ایک جماعت کے قتل کا حکم دیا۔ پھر اس بناء پر اس جماعت کو قتل کیا گیا۔

14) حضرت عمر فاروقؓ کا وہ واقعہ بڑا مشہور ہے۔ کہ آپ نے ایک شخص کی اس لئے گردن اڑادی جو حضور ﷺ کے فیصلے کے بعد حضرت عمرؓ کی طرف گئے اور فیصلہ کروانا چاہا حضرت عمرؓ نے کہا تم ٹھہرو میں تمہارے درمیان فیصلہ کرواتا ہوں اندر جا کر تلوار لے آئے اور اس شخص کی گردن اڑادی۔ اور فرمایا جو حضور ﷺ کے فیصلہ کو نہیں مانتا اس کا فیصلہ میں تلوار سے کرتا ہوں۔

15) امام نبہانی جواہر البحار میں لکھتے ہیں مجاہدؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت عمرؓ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی۔ آپ نے اسے قتل کر دیا اور فرمایا! جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے کسی بھی رسول کی ستاخی کرے اسے قتل کر ڈالو۔

16) قم النفوس میں امام تقی الدین ابو بکر بن محمد الحصنی نے واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں شکایت کی گئی کہ ایک امام کا معمول ہے کہ وہ جہری نماز میں سورہ عبس کی قرأت کرتا ہے تو آپ نے اسے سخت سزادی بعض روایات میں آیا ہے کہ اس کا سر قلم کر دیا۔

17) علامہ حلبی انسان العیون میں امام محمد ہاشم سندھی بذل القوہ میں امام سبکی السیف المسلول میں نقل کرتے ہیں۔ ابو عفک (ابن تیمیہ نے اس کا نام ابو عقل لکھا ہے) ایک سو بیس سالہ بڈھا حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ ایک رات گرمی کے موسم میں ابو عفک بنو عمرو کے میدان میں سویا ہوا تھا۔ کہ حضرت سالم بن عمیر نے اس کے سینے میں تلوار ماری جو سترہ تک چلی گئی اور واصل جہنم ہو گیا۔

18) ابن تیمیہ الصارم میں امام سبکی السیف میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ بھی منقول ہے جو جنات حضور ﷺ پر ایمان لائے تھے۔ انہوں نے بھی گستاخی کرنے والے جنات کے قتل کا ارادہ کیا اور انہیں ہجرت اور اذن قتال

سے پہلے قتل کیا۔

19) علامہ علی ابن برہان الدین حلبی اپنی تصنیف "**انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون**" میں لکھتے ہیں۔ ام قرفہ جو کہ کافی امیر اور اپنے قبیلے میں سب سے باعزت خاتون تھی اس کے بارہ لڑکے تھے لیکن یہ بد بخت گستاخ تھی۔ اور حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی۔ حضرت زید ابن حارثہ نے انہیں گرفتار کر کے ان کی گستاخی کی وجہ اسے قتل کرنے کا حکم دیا اور اس عورت کی دونوں ٹانگوں میں دو رسیاں بندھوائیں اور ان رسیوں کے دوسرے سرے دو اونٹوں کے ساتھ باندھ کر ان اونٹوں کو مخالف سمتوں میں ہنکا دیا۔ ایک قول ہے کہ دو گھوڑوں کے ساتھ باندھے گئے تھے۔ جس کی نتیجہ میں ام قرفہ کا جسم پھٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔

20) علامہ حلبی اسی تصنیف میں ایک اور واقعہ لکھتے ہیں ابو عزہ جو حضور ﷺ کی گستاخی کرتا تھا۔ جنگ احد سے واپسی پر انہیں حمراء اسد کے مقام پر گرفتار کر کے حضور ﷺ نے حضرت عاصم ابن ثابت اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت زبیر کو حکم دیا کہ اسے قتل کیا جائے۔ چنانچہ اس کی گردن اڑا دی گئی۔ اور اس کا سر نیزے پر لگا کر مدینے لے جایا گیا۔ اسلام کی تاریخ میں ایسے کافی واقعات ہیں جسے ایک مضمون میں سمانا نہایت مشکل ہے۔ یہاں چندان گستاخوں کے واقعات بیان کئے ہیں۔ جن گستاخوں کا سر صحابہ نے بذات خود تن سے جدا کر کے واصل جہنم کیا۔ امام سبکی الصارم میں لکھتے ہیں صحابہ جیسے ہی گستاخی سنتے تو گستاخ کو ٹھکانے لگا دیتے اگرچہ وہ قریبی ہوتا اور آپ ﷺ اسے ثابت رکھتے اور ناراضگی نہ فرماتے بلکہ خوش ہوتے اور فرماتے ایسا کرنے والا اللہ اور اس کا رسول کا مددگار ہے۔ صحابہ کا یہ عقیدہ تھا کہ زیر بحث مسئلہ پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ سیرت تاریخ کے کتب میں کافی مواد موجود ہیں اس کے علاوہ وہ فقہ کی ہر کتاب کے باب الردۃ اور باب السیر میں اس مسئلے پر کافی بحث ہوئی ہے۔ لیکن بعض اہل علم نے اس موضوع پر مستقل تصانیف لکھی ہیں۔ جیسا کہ (1) امام ابو عبداللہ محمد بن سحنون قیروانی مالکی نے **رسالۃ فیمن سب النبی** ﷺ۔ (2) امام قاضی عیاض مالکی نے **الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ**۔ (3) ابو العباس احمد بن تیمیہ حنبلی نے "الصارم المسلول علی من سب الرسول"۔ (4) امام تقی الدین علی السبکی نے "السیف المسلول علی من سب الرسول" (5) امام محی الدین محمد بن قاسم رومی المعروف باخوین نے "السیف المشہور علی من وساب الرسول۔ (6) امام جلال الدین سوطی نے "تنزیہ الانبیاء عن سفیہ الانبیاء"

(7) علامہ حسان الدین حسین بن عبدالرحمٰن المشہور بحسام چلپی نے **رسالہ فیھا رد علی الفقیہ البزازی**۔ (8) علامہ شمس الدین احمد بن سلیمان کمال پاشا حنفی نے "**السیف المسلول فی سب الرسول**"۔ (9) امام شمس الدین بن طولونی حنفی نے رشق السہام فی اضلاع من سب النبیؐ"۔ (10) امام ابن عابدین شامی نے "**تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام شاتم خیر الانام**" اور محمد صالح نقشبندی نے """ آداب الرسول ﷺ"، لکھی ہیں اس کے علاوہ اردو میں بھی اس پر کافی لٹریچر موجود ہے۔ اے اللہ ہمارے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ، تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا نور منور فرما۔

☆☆☆☆☆☆

سر پرست اعلیٰ: مفتی غیاث احمد فاروقی مجددی اتکوی دامت برکاتہم

رابطہ نمبر: 03007028185

ابوالھمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی

امام مجدد اعلیٰ حضرت اور جدید علوم

امام اہلسنت مجدددین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان القادری افغانی قدس سرہ کی علمی وسعت بیان کرنا اور اسے کسی مضمون میں سمانا سمندر کو کوزے میں سمانے کے مترادف ہے۔اعلیٰ حضرت امام مجدد کی علمی شان اور اس کے مختلف گوشوں کو سامنے لانا فرد واحد کی بس کی بات نہیں بلکہ اس کے لئے اداروں کی ضرورت ہے۔آپ کی علمی تحقیقات کو وہی بیان کرسکتا ہے جس نے آپکے علمی تصانیف اور فتاویٰ کو باریک بینی سے مطالعہ کیا ہو۔اسی حقیقت کا اظہار معروف دیوبندی عالم مفتی محمد سعید خان صاحب (جو دیوبندی مؤرخ مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب کے مجاز خلیفہ ہیں) ان الفاظ میں کرتے ہیں۔''فتاویٰ رضویہ میں جناب احمد رضا خان صاحب جو ہمیں فزکس،کیمسٹری،بیالوجی،اور متعدد موجودہ دنیوی علوم پر بحث کرتے ہوئے ملتے ہیں تو ان کی معلومات کا اصل منبع یہی نصاب اور اس سے متعلقہ کتابیں ہی تو ہیں،جو انہوں نے نہایت عرق ریزی سے پڑھی تھیں۔ان کا اور ہمارا مسلکی اختلاف اپنے مقام پر لیکن کیا قرآن ہمیں یہ تعلیم نہیں دیتا کہ اگر کوئی خوبی دشمن میں بھی ہو تو اس کا اعتراف کرنا چاہئے۔ولا یجرمنکم شنان قوم علیٰ الّا تعدلو اعدلو ہو اقرب للتقویٰ (پ ۶ سورہ المائدہ آیت ۸) اور کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اس بات آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف سے کام نہ لو،اور یہی طرز عمل تقویٰ سے قریب ہے۔جناب احمد رضا خان صاحب کی اس خوبی کا اعترف یا انکار کرنے کا حق صرف اسی شخص کو پہنچتا ہے،جس نے ان کے فتاویٰ رضویہ کی تیس (۳۰) جلدوں کا نہایت باریک بینی سے مطالعہ کیا ہو۔'' (قیام دارالعلوم دیوبند ایک غلط فہمی کا ازالہ ص ۲۹، ۳۰) شائد ہی کوئی ایسا عالم ہو کہ جس نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے تمام تصنیفات کا پورا مطالعہ کیا ہو۔ہاں بوقت ضرورت ہر مکتبہ فکر کے علماء استفادہ کرتے آرہے ہیں۔امام مجدد جب بھی کسی مسئلے کا جواب لکھتے ہیں تو اس میں کئی کئی اشکالات اور مسائل حل فرماتے ہیں۔اور نئے نئے علمی نکات سامنے لاتے ہوئے محققین کے لئے علمی موتیاں جمع فرماتے ہیں۔خواہ وہ شرعی امور ہوں یا دنیاوی امور اعلیٰ حضرت ہر میدان میں اسلام کی حقانیت کا دفاع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔مستشرقین اور غیر مسلم سائنسدانوں نے جب بھی اپنے نت نئے تحقیقات،مشاہدات سے قرآن واحادیث کو جھٹلانے کی کوشش کی اور اپنے تحقیقات کے بل بوتے اسلام پر حملہ آور ہوئے تو امام مجدد قدس سرہ نے قرآن و

احادیث کی روشنی میں انکا بھر پور رد کر کے معترضین کی تحقیقات کو Chalange کیا۔اور بالآخر معترضین کو اپنے اشکالات سے رجوع کرنا پڑا۔جیسا کہ فخر پاکستان معروف سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب نے ''مجلہ امام احمد رضا کانفرس'' اگست ۲۰۰۲ء کے لئے ''ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل'' کے نام اپنے پیغام میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا۔''تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ جب بھی دین حق کے خلاف استعماری قوتیں برسر پیکار ہوئیں اور اسے نقصان پہنچانے کی کوششیں کی تو اللہ رب العزت نے ان کے مکروہ عزائم کو روکنے کیلئے ایک ایسی جلیل القدر ہستی کو پیدا فرمایا جس نے اپنے فکر وعمل کے ساتھ ہر محاذ پر مردانہ وار مقابلہ کیا اور بھر پور انداز سے اسلامی فکر کی ایسی ترجمانی کی کہ اسلام دشمن قوتوں کے چھکے چھوٹ گئے۔جذبہ عشق رسول ﷺ سے سرشار امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کا شمار بھی تاریخ کی ایسی شخصیات میں ہوتا ہے کہ جنہوں نے اپنی تصنیفات وﷺت سے برصغیر کے مسلمانوں میں ایک نیا فکری انقلاب پیدا کیا اور ہر محاذ پر اسلامی فکر کو اجاگر کیا'' (امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت ص ۱۵)۔ برطانوی انگریز نومسلم پروفیسر ڈاکٹر محمد ہارون صاحب اپنی تصنیف۔

THE WORLD IMPORTANCE OF IMAM AHMAD RAZA

میں لکھتے ہیں۔''امام احمد رضا کے نزدیک قرآن اور اسلام ہی میں کامل سچائیاں ہیں اور کسی بھی طرح ان کی تردید کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔اگر سائنس دانوں نے ایسا کیا بھی تو امام احمد رضا نے ان کے دلائل کو اسلامی دلائل سے رد کیا اور ان کے پرخچے اڑادیئے'' (ترجمہ امام احمد رضا کی عالمی اہمیت ص ۸) مزید لکھتے ہیں!''امام احمد رضا کا نظریہ تھا کہ سائنس کو کسی طرح بھی اسلام سے فائق اور بہتر تسلیم نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی کسی اسلامی نظریئے،شریعت کے کسی جزء،یا اسلامی قانون سے گلوخلاصی کیلئے اسکی دلیل مانی جاسکتی ہے۔اگر چہ وہ خود سائنس میں خاصی مہارت رکھتے تھے لیکن اگر کوئی اسلام میں سائنس سے مطابقت پیدا کرنے کیلئے کوئی تبدیلی لانا چاہتا تو آپ اسے ٹھوس علمی دلائل سے جواب دیتے تھے۔یہی ان کی عالمی اہمیت کی بڑی دلیل ہے'' (امام احمد رضا کی عالمی اہمیت ترجمہ ص ۸،۹) ڈاکٹر صاحب اعلیٰ حضرت کی عالمی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں''ہاں!مغرب کے اپنی غلطی کے اعتراف سے سوسال قبل!اپنی زندگی میں امام احمد رضا نے سائنس دانوں کی حماقتوں کا جواب دینے کی جدوجہد فرمائی لیکن بلاشبہ احمق یورپیوں کی پوری دنیا کے مقابل وہ یک وتنہا تھے۔تاہم انہوں نے سائنس کو اس کے اصل مقام پر رکھنے کیلئے

مسلمانوں کو ضروری کام پر لگا دیا۔ انہوں نے محسوس کر لیا تھا کہ سب سے بڑا چیلنج سائنس کی پرستش اور اس کا وہ طریقہ تھا جس سے وہ اسلامی حکمت و دانش کو دھکار رہی تھی۔ امام احمد رضا کے زمانے کے مقابلے میں آج ہم سائنس کو چیلنج کرنے کی بہتر پوزیشن میں ہیں۔ کیونکہ آج مغرب میں بہت سے لوگ خود ہی سائنس کی محدودیت کو جان گئے ہیں، امام احمد رضا سائنس کے مقابل اسلام کا دفاع کرنے اور سائنس کی حدیں واضح کرنے کی کاوشوں کی وجہ سے عالمی اہمیت کی حامل شخصیت ہیں۔ صرف امام احمد رضا کے طریق کو اپنا کر ہی مسلم دنیا اپنے تباہ کن ماضی اور حال سے پیچھا چھڑا سکتی ہے''۔ (ترجمہ امام احمد رضا کی عالمی اہمیت ص ۹) امریکی و یورپی سائنسدانوں کو امام اعلیٰ حضرت کی علمی وسعت اور اسلام کی حقانیت کا اعتراف کرنا پڑا۔ اور انہیں بالآخر اپنے نظریئے سے رجوع کرنا پڑا۔ اسکی کئی مثالیں موجود ہیں مگر یہاں فقیر (فاروقی) ایک ہی مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے۔ اور مسئلہ یہ کہ ''انسان کے جسم میں دو (2) دل (HEARTS) نہیں ہو سکتے'' جب امریکی ڈاکٹروں نے دعویٰ کیا کہ دو شخص ایسے پائے گئے ہیں کہ انکے جسم میں دو دل موجود ہیں۔ اور سرجری کے ذریعے اس کا مشاہدہ کر چکے تھے۔ اس انوکھے واقعے کی خبر پوری دنیا میں پھیل گئی ہندوستان کے اخباروں نے بھی اس خبر کو خوب شائع کیا۔ اسلام دشمن قوتوں نے اس خبر سے اسلام کی حقانیت اور قرآن پاک کی آیت ﴿ما جعل الله لرجل من قلبین فی جوفه﴾ کو جھٹلانے کی کوشش کی، ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی تو ان میں بڑا خلجان پیدا ہوا۔ اور علماء اسلام سے اس مسئلہ میں رہنمائی حاصل کرنے کیلئے رجوع کرنے لگے۔ اسی مسئلہ کے بارے میں مولانا نواب محمد سلطان صاحب نے ۲۹ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے سوال کیا۔ سوال یہ تھا۔

سوال۔ زید کہتا ہے حال میں دو (۲) شخص ایسے پائے ہیں جن کے دو دو دل ہیں ڈاکٹروں نے بھی اسکو اپنے طور پر جانچ کیا ہے بکر کہتا ہے کہ ایک شخص کے دو دل نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ فرماتا ہے '' ما جعل الله لرجل من قلبین فی جوفه '' اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے۔۔۔ الآخر (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ ص ۷۵)

اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا! ''قلب وہ عضو ہے کہ سلطان اقلیم بدن و محل عقل و فہم و منشا قصد و اختیار و رضا و انکار ہے ایک شخص کے دو دل نہیں ہو سکتے دو بادشاہ در اقلیم نہ گنجد (ایک سلطنت میں دو باشاہ نہیں ہوتے) (آیہ کریمہ میں رجل نکرہ ہے اور تحت نفی داخل ہے تو مفید عموم و

استغراق ہے یعنی اللہ عز وجل نے کسی کے دو دل نہ بنائے نہ کہ فقط اس شخص خاص کی نسبت انکار فرمایا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ! الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب (صحیح بخاری، کتاب الایمان، صحیح مسلم)۔ تو اگر کسی کے دو دل ہوں ان میں ایک ٹھیک رہے گا اور ایک بگڑ جائے تو چاہیئے معاً ایک آن میں سارا نظام بگڑا اور سنبھلا دونوں ہوا اور یہ محال ہے جب دو دل میں ایک نے ارادہ کیا یہ کام کیجئے دوسرے نے ارادہ کیا نہ کیجئے تو اب بدن ایک کی اطاعت کرے گا یا دونوں کی یا کسی کی نہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں کی اطاعت محال ہے اور کسی کی نہ ہو تو ان میں کوئی قلب نہیں کہ قلب تو وہی ہے کہ بدن اسی کے ارادے سے حرکت و سکون ارادی کرتا ہے اور اگر ایک کی اطاعت کریگا دوسرے کی نہیں تو جس کی اطاعت کرے گا وہی قلب ہے اور دوسرا ایک بد گوشت ہے کہ بدن میں صورت قلب پر پیدا ہو گیا جیسے کسی کے پنجے میں چھ انگلیاں اور بعض کے ایک ہاتھ میں دو ہاتھ لگے ہوتے ہیں ان میں جو کام دیتا ہے اور ٹھیک موقع پر ہے وہی ہاتھ ہے دوسرا بد گوشت (فالتو گوشت) ہے۔ ڈاکٹروں کا بیان اگر سچا ہو تو اسکی یہی صورت ہوگی کہ بدن میں ایک بد گوشت (اضافی گوشت، یا خون کا لوتھڑا) بصورت دل زیادہ پیدا ہو گیا ہوگا۔ ہاتھ میں تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اصلی اور زائد دونوں کام دیں مگر قلب میں یہ ناممکن ہے آدمی روح انسانی سے آدمی ہے اور اسی کے مرکب کا نام قلب ہے اور روح انسانی متجزی نہیں کہ آدھی ایک دل میں رہے آدھی دوسرے دل میں تو جس وہ اصالۃً متعلق ہوگی تو وہی قلب ہے دوسرا سلب ہے'' (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ ص ۷۵ تا ۷۷، جامع الاحادیث جلد ۱۰ ص ۴۹)۔ امام اعلیٰ حضرت نے قرآن مجید فرقان حمید کی روشنی میں میڈیکل سائنس کے ماہرین کو دعوت تحقیق دے کر ان کی رہنمائی فرمائی۔ اور قرآن مجید فرقان حمید کی حقانیت کو واضح کر کے غیر مسلم سائنسدانوں کے تمام اعتراضات و اشکالات کا رد لکھ کر اس وقت کے سائنسدانوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ کہ جس بد گوشت کا بصورت دل ڈاکٹروں نے انکشاف کیا ہے وہ دراصل دل نہیں بلکہ اضافی گوشت ہے۔ کیونکہ قرآن مجید فرقان حمید میں ہے۔ '' ما جعل الله لرجل من قلبین فی جوفه '' (الاحزاب ۴) ''اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے'' جب انسان کے اندر دو دلوں کے ہونے کا ڈاکٹروں نے بیان دیا اور قرآن مجید فرقان حمید کی آیات مبارکہ کو جھٹلانے کی کوشش کی تو کئی علماء نے اس آیت مبارکہ کی تاویلیں پیش کیں۔ یہی اشکال جب دیوبندی مجدد حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب کے سامنے بھی

پیش کیا گیا تو وہ ان الفاظ میں جواب دینے لگے۔

''اور اس زمانہ میں بعض اخبارات کی نقل کہ امریکہ میں کسی شخص کے دو دل ہیں بعد تسلیم صحت اس آیت کے معارض نہیں کیونکہ اول تو ما جعل ماضی ہے اس سے مستقبل کی نفی نہیں ہوئی''۔ (بیان القرآن ص ۸۱۷)۔ تھانوی صاحب کے نزدیک آیت نزول کے بعد ممکن ہے۔ اعلیٰ حضرت کے نزدیک اگر واقعہ سچا ہو تو یہ بصورت دل بد گوشت (اضافی گوشت) ہے مگر یہ دل ہرگز نہیں اور دو دلوں کا ہونا نہ ماضی میں ممکن تھا نہ حال نہ مستقبل میں۔ اور تھانوی صاحب کے نزدیک اگر اگر واقعہ سچا ہو تو یہ ممکن ہے یعنی انسان کے اندر دو دل ہو سکتے ہیں۔ یہاں کوئی یہ نہ سمجھے کہ (احقر فاروقی) تھانوی صاحب پر بلاوجہ تنقید کر رہا ہے۔ بلکہ مسئلہ کی نوعیت کچھ ایسی ہے کہ اس ضمن میں اسے بیان کرنا ضروری تھا۔ اشکال کا جواب دیتے وقت شائد تھانوی صاحب نے اس آیت کی شان نزول کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اس لئے تھانوی صاحب کے جواب پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ آیئے علماء دیوبند کے تفاسیر سے اسی آیت مبارکہ کی شان نزول دیکھتے ہیں۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں۔ ''آیات مذکورہ میں کفار میں چلی ہوئی تین رسموں اور باطل خیالات کی تردید ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں عرب لوگ ایسے شخص کو جو زیادہ ذہین ہو یہ کہا کرتے تھے کہ اس کے سینے میں دو دل ہیں'' (معارف القرآن جلد ۷ ص ۸۳) مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں ۔''یہ آیت قریش کے ایک شخص کے بارہ میں نازل ہوئی جس کو قریش ذوالقلبین کہتے تھے یعنی دو دل والا اس کا زعم یہ تھا کہ اس کے دو دل ہیں ایک دل تو تمہارے ساتھ ہے اور دوسرا دل انکے ساتھ ہے گویا کہ وہ اس طرح اپنے نفاق اور دورنگی کی تاویل کیا کرتا تھا اسکے رد میں یہ آیت نازل فرمائی جس سے جاہلیت کی ایک معروف و مشہور جہالت کا رد فرمایا'' (معارف القرآن جلد ۶ ص ۲۲۴) مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب مزید لکھتے ہیں۔''یہ آیت جمیل بن معمر فہری کے بارہ میں نازل ہوئی جو قریش میں بڑا ہوشیار اور قوی الحافظہ آدمی تھا اس لئے قریش یہ کہا کرتے تھے کہ اس شخص کے دو دل ہیں اور وہ خود بھی یہی کہتا تھا کہ میرے دو قلب ہیں اسی وجہ سے میں محمد سے زیادہ عقل رکھتا ہوں مگر بدر کے دن جب مشرکین میں بھگدڑ پڑی تو جمیل اس طرح بھاگا کہ ایک جوتی ہاتھ میں ہے اور ایک جوتی پیر میں ابوسفیان نے دیکھ کر پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے کہ ایک جوتی ہاتھ میں ہے اور ایک جوتی پیر میں ہے کہنے لگا میں تو یہی سمجھ رہا ہوں کہ

دونوں جوتیاں پاؤں میں پہنا ہوا ہوں اس دن لوگوں کو معلوم ہوا کہ اگر دو دل ہوتے تو اس طرح نہ بھولتا یہ آیت اس زعم باطل کی تردید کے لئے نازل ہوئی جس میں صراحۃً بتلا دیا گیا کہ آدمی کے دو قلب نہیں ہوتے''۔ (معارف القران جلد ۶ ص ۲۲۴) اس آیت کی شان نزول پر غور کیجئے اور پھر امام اعلیٰ حضرت کے دل پر تحقیق کو سامنے رکھتے ہوئے تھانوی صاحب کے جواب کو بھی غور سے پڑ ر۔ تو امام اعلیٰ حضرت کی علمی وسعت اور قرآن مجید فرقان حمید پر کامل ایمان کا ثبوت واضح نظر آئے گا۔ کہ آج سائنس بھی اعلیٰ حضرت کے نظرئے سے متفق ہے۔ اور شان نزول کے لحاظ سے اعلیٰ حضرت کا علمی جواب بھی لائق تحسین ہے۔ تھانوی صاحب کے جواب سے اگر اتفاق کیا جائے تو شان نزول کے اعتبار سے کئی اشکالات سامنے آجاتے ہیں۔ پہلا اشکال تو یہ ہے کہ اگر استقبال میں کوئی دو دل والا انسان پیدا ہونا ممکن ہو تو پھر اگر اسکا ایک دل اسلام قبول کرلے دوسرا کافر رہے تو اسے کیا سمجھا جائے گا! کافر یا مسلمان؟ کیونکہ اسلام قبول کرنے کے لئے اقرار باللسان اور تصدیق باالقلب ضروری ہے۔ اور شان نزول میں واضح لکھا ہوا ہے کہ یہ اس شخص کے بارے میں نازل ہوا ہے جو دعویٰ کرتا کہ انکا ایک دل مسلمانوں کے ساتھ ہے دوسرا مشرکین کے ساتھ اور قرآن مجید میں اسی نظرئے کی تردید موجود ہے۔ دوسرا اشکال جو سب سے اہم اور بنیادی ہے کہ اگر کوئی دو دلوں والا انسان پیدا ہو جائے اور وہی جاہلیت والے رسم کی اقتدا کر کے حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ عقل و فہم کا دعویٰ کرے تو تھانوی صاحب کے نزدیک کیا جواب ہوگا؟ حالانکہ اللہ عزّ وجل نے قرآن پاک میں ایسے ہی شخص کے دعوئے کو جھٹلایا ہے جو آپ ﷺ سے زیادہ عقل و فہم کا دعویٰ کرے۔ اس میں شک کی گنجائش ہی نہیں کہ حضور ﷺ پورے کائنات میں سب سے زیادہ عقل و فہم رکھتے ہیں۔ چنانچہ قاضی عیاض قدس سرہ اپنی کتاب ''شفا'' میں نقل کرتے ہیں کہ روایت میں مذکور ہے ''اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے لے کر، انتہائے آفرینش تک پوری کائنات کو جتنی عقل عطا کی ہے، وہ اس عقل کا ایک ذرہ ہے جو سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کو بخشی گئی'' (وسائل لوصول الیٰ شمائل الرسول ﷺ، ص ۱۰۴)۔ امام اعلیٰ حضرت سائنس مغربی دنیا سے بالکل متاثر نہ ہوئے بلکہ آپ کو قرآن پاک پر کامل اعتماد تھا۔ اور وہ سائنس کو اسلام کا تابع سمجھتا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے سائنس دانوں کی تحقیق کو چیلنج کیا اور امریکی ڈاکٹروں کو اپنی غلطی تسلیم کرنی پڑی۔ برعکس اسکے کہ تھانوی صاحب نے سائنس کی تحقیق کو قبول کر کے قرآن مجید فرقان حمید کی آیت میں تاویل کا راستہ اپنا کر

مستشرقین اور غیر مسلموں کو اعتراضات کا موقع دیا۔ اور امام اعلیٰ حضرت نے سائنس دانوں کے تجربات، مشاہدات کو رد کر کے قرآن مجید فرقان حمید کی سچائی اور حقانیت اور شان مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کا دفاع کر کے مجدد کا کردار ادا کیا۔ محمد ادریس کاندھلوی صاحب نے بھی معارف القرآن میں اعلیٰ حضرت کے نظریے مانتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر دو دل ہوں تو یہ اضافی گوشت ہوگا جسے دل نہیں کہہ سکتے۔ امام مجدد نے سائنس دانوں اور مغربی دنیا سے متاثر علماء حضرات پر واضح کیا کہ سائنس کو چاہئے کہ وہ حکمت و دانش کی رقیب یا متبادل بن کر نہیں بلکہ ہمیشہ اسلامی اصولوں کی خادم بن کر رہے۔ اسی لئے سائنس کو اعلیٰ حضرت کے نظریے کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑے اور اس پر نئے سرے سے تحقیق کرنے لگے تو اب سائنس کے جدید تحقیق کے مطابق انسان کے جسم میں دو دلوں کا ہونا ناممکن ہیں۔ کیونکہ اگر انسان کے جسم میں دو دل ہوں تو اسکے لئے لازم ہے کہ دوسرا جسم ہو، ورنہ ناممکن ہے کیونکہ خون کی وصولی اور ترسیل کے لئے پورا شریانی نظام چاہئے۔ اور دو دلوں کے لئے دو جسموں کا ہونا ضروری ہے۔ موجودہ سائنسی تحقیق کے مطابق دو دلوں والے انسان پیدا ہونے کا تصور ہی نہیں۔ اسی لئے میڈیکل سائنس کے ماہرین جب دل پر تحقیق اور اسپشلائزیشن کرتے ہیں تو ان کے اس تحقیق میں دو دلوں کے بارے تعلیم کا کوئی subject ہی نہیں ہوتا۔ اعلیٰ حضرت نے ان علماء کی بھی رہنمائی فرمائی جو سائنس دانوں کے بہکاوے میں آ کر قرآن مجید فرقان حمید کے آیات میں تاویل دینے لگے اور یہ بھی نہ سوچا کہ اس تاویل سے شانِ مصطفیٰ ﷺ کی عظمت پر معترضین کو اعتراضات کا موقع مل جائے گا۔ تاویل تو تب قبول ہوتی ہے کہ تاویل خود تاویلات کا محتاج نہ ہو جب تاویل خود اشکالات کا سبب بنے تو ایسی تاویل کا کیا فائدہ؟ اعلیٰ حضرت کو میڈیکل سائنس کے مختلف علوم پر مکمل عبور حاصل تھا۔ (۲) جذام بیماری کے بارے میں میڈیکل سائنس کی یہی رائے تھی کہ یہ متعدی (Communicable) بیماری ہے۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت وہ پہلے مسلم مفکر ہیں جنہوں نے جذام سے متعلق اسلامی نظریات کو بڑی جامعیت کے ساتھ پیش کر کے رہبر عالم اسلام کا اعزاز حاصل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ "جذام متعدی بیماری نہیں" اعلیٰ حضرت نے جذام سے متعلق اسلامی نظریات کے مطابق تحقیقی تصنیف "الحق المجتلی فی حکم المبتلی" لکھ کر شرف تقدم حاصل کیا۔ ماہرین کے لئے اعلیٰ حضرت امام مجدد کی تحقیق گراں قدر سرمایا ہے۔ جرمن لیڈی ڈاکٹر کرس شموز اور راولپنڈی لیپروسی ہسپتال کے ایم ایس ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے اعلیٰ حضرت کے جذام سے

متعلق نظریہ (غیر متعدی) کو خوش دلی سے سراہا ہے۔ (۳) ۱۸۹۶ء میں ایک پادری نے چیلنج کیا کہ ہم نے ایک ایسا آلہ تیار کیا ہے، جو بتا دیتا کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا تو اللہ تعالیٰ کے علم کی کیا تخصیص ہے۔ کیونکہ قرآن کے بقول سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا۔ حقیقت یہ ہے کہ الٹرا ساؤنڈ مشین منظر عام پر ہے اور یہ آلہ بھی بتا دیتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا۔ البتہ چند حالتوں میں یہ آلہ بتانے سے قاصر ہے۔ دور حاضر کے اس مسئلے کا مدلل و جامع جواب اعلیٰ حضرت امام مجدد قدس سرہ نے اپنے رسالہ "الصمصام علی مشكك فی آية علوم الارحام" میں دے کر سبقت حاصل کر لی ہے اعلیٰ حضرت امام مجدد نے اپنے اس تصنیف میں اللہ تعالیٰ کے ذاتی علم اور برتری (Supremacy) کو برقرار رکھا ہے۔ مخلوق کے عطائی علم کی وضاحت کی ہے اور نفس مضمون سے متعلقہ قرآنی آیات پیش کر کے فرمایا ہے کہ قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ علم کسی کو عطا نہیں فرماتا کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا اگر کہیں ایسا ہے تو نشان دو۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام مجدد نے میڈیکل کے مضمون جینیٹکس (Genetics) ایمبریالوجی (Embryology) اور بالخصوص بچہ تین پردوں میں (within three layers fetal development) پر تفصیلا روشنی ڈالی ہے، اور سائنسی آلہ الٹرا ساؤنڈ مشین کے متعلق لکھا ہے کہ ایسا آلہ ممکن ہوسکتا ہے۔ پھر سائنسی ایجاد کو فزکس کے قوانین انعکاس نور انعطاف نور (Law of reflection of light) اور (Law of refrection of light) کی بنیاد پر فامولیٹ کرتے ہوئے تخلیقی ایجاد کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام مجدد کی یہ تخلیقی ایجاد جہاں ماہرین کے لئے دعوت فکر ہے وہاں پر ملت اسلامیہ کیلئے قابل فخر بھی ہے۔ سائنس پر امام مجدد کی تحقیقات اور علوم کو کسی ایک مضمون میں سمانا ناممکن ہے اس کے لئے کئی جلدوں کی تصنیف درکار ہے۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت نے سائنسی علوم پر تحقیقی تصانیف لکھ کر معروف سائنسدانوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ یہاں چند تصانیف کے نام ملاحظہ ہوں۔ "نزول آیات قرآن بسکون زمین و آسمان"، "زمین ساکن ہے قرآنی ثبوت"۔ "معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین"، لکھ کر ہیئت دان پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کا بھرپور رد کر کے عبرتناک شکست دی ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو دنیا کے سامنے البرٹ ایف پورٹا کی نظریات کا پول کھل گیا۔ "فوز مبین در رد حرکت زمین" ۱۰۵ دلائل سے نیوٹن، آئن سٹائن، کاپرنیکس وغیرہ کا رد۔ انہی دلائل کو دیکھ کر فخر پاکستان معروف سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان

صاحب ۲۴ مئی ۱۹۹۸ء کوادارہ تحقیقات احمد رضا کے نام اپنے پیغام میں لکھتے ہیں ''آپ (امام احمد رضا خان مجدد صاحب) کی ہمہ جہت شخصیت کا ایک پہلو سائنس سے شناسائی بھی ہے سورج کو حرکت پزیر اور محوگردش ثابت کرنے کے ضمن میں آپ کے دلائل بڑے اہمیت کے حامل ہیں''۔(امام احمد رضا خان کانفرس کے موقع پر ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کا پیغام ''دارہ تحقیقات امام احمد رضا'' ص ۲)۔''الکلمۃ الملہمہ فی الحکمۃ الحکمہ'' فلسفہ قدیم کارد، ایٹم اور خلا کا اثبات۔''الکشف الشافیافی حکم فونو جرافیا'' آواز کی دنیا میں حیرت انگیز تحقیق۔''الصمصام علیٰ مشکک فی آیۃ علوم الارحام'' جدید ایمبر یالوجی اور الٹرا ساونڈ مشین پر انوکھی تحقیق۔''الحق المجتلیٰ فی حکم المبتلیٰ'' جزام پر حیرت انگیز تحقیق۔''تیسر الماعون لسکن فی الطاعین'' طاعون پر بہترین تحقیق۔''مقامع الحدید'' میں Gastrointestinal physiology میڈیکل ایمبر یالوجی پر خوبصورتی سے بحث کی ہے۔ اسکے علاوہ تقریبا ۱۰۰ سے زائد کتب صرف جدید سائنسی علوم پر لکھی ہیں۔ صرف فتاویٰ رضویہ ۳۳ جلدوں پر مشتمل ایک ایسا شاہکار ہے جو فقہ حنفیہ کا انسائیکلو پیڈیا بھی ہے اور جدید مسائل، معاشی، معاشرتی، سیاسی، سائنسی، علوم کا خزانہ بھی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام مجدد کی علمی وسعت دیکھ کر علماء دیو بند بھی انگشت بدنداں ہیں اس حیرت کا اظہار علماء دیو بند کے مشہور مورخ ابوالحسن علی ندوی صاحب کے خلیفہ مفتی سعید خان دیو بندی ان الفاظ میں کرتا ہے۔''لیکن جناب احمد رضا خان صاحب کی کتابوں اور خاص طور پر ان کے فتاویٰ کو پڑھ کر دماغ میں ہمیشہ یہ سوال اٹھا کیا کہ جس کثرت سے جناب احمد رضا خان صاحب کتابوں پر کتابوں کے حوالے دیے چلے جاتے ہیں آخر ان کے پاس یہ کتابیں تھیں کہاں؟ اگر ان کا ذاتی کتب خانہ واقعی اتنی کتابوں اور مخطوطات سے بھر پور ہوتا تو جگ میں دھوم مچ جاتی۔ یا پھر ان کے آبائی شہر بریلی میں اتنا بڑا کتب خانہ تھا؟ یا بریلی کے محلے کتب خانے میں اتنی کتابیں تھیں کہ ان کے زیر مطالعہ رہتی تھیں؟ ان کا انتقال صرف ۹۰ برس پہلے ۱۹۲۱ء ہی میں تو ہوا۔ وہ کوئی زیادہ قدیم دور کی گزری ہوئی شخصیت بھی نہیں ہیں کہ تحقیق مشکل سے ہو سکے پھر ان کے کتب خانے کا کوئی سراغ کیوں نہیں ملتا؟

ممکن ہے کہ اس سوال کا کوئی جواب ہو اور ہمارے مطالعے میں نہ آیا ہو۔ امید ہے کہ بریلوی مکتبہ فکر کے علماء کرام اس سوال کا کوئی تسلی بخش اور مستند جواب تحریر فرما سکیں گے۔'' (قیام دار العلوم دیو بند ایک غلط فہمی کا ازالہ ص ۳۰)۔ اعلیٰ حضرت امام مجدد کے زمانے میں کرنسی نوٹ کا مسئلہ آگیا۔ مکہ معظمہ کے مفتی احناف

حضرت مولانا جمال الدین بن عبداللہ جیسے علماء نے بھی اس مسئلے کے بارے میں شرعی حکم بیان کرنے سے اپنا عذر پیش کرتے ہوئے فرمایا'' کہ علم علما کی گردنوں میں امانت ہے یعنی کہ وہ علما دفن ہو چکے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں اعلیٰ حضرت کے علمی جلالت سے متاثر ہو کر مولانا عبداللہ مراد اور مولانا محمد احمد جداوی نے امام مجدد کی خدمت میں نوٹ کے متعلق بارہ سوالات پر مشتمل استفتار پیش کیا امام اعلیٰ حضرت الکفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم لکھ کر علماء کو حیران کر دیا اور علماء عش عش کر اٹھے۔ مفتی عبداللہ بن صدیق مچل کر پکار اٹھے این جمال بن عبدالله من هذا النص الصريح۔ جمال بن عبداللہ اس نص صریح سے کہاں غافل رہ گئے۔ اعلیٰ امام مجدد کے ان مخالفین کیلئے لمحہ فکر یہ جو اعلیٰ حضرت کے عقائد ونظریات پر ہر وقت تنقید کرتے رہتے ہیں اور اعلیٰ حضرت پر بدعات کا الزام لگاتے ہیں ان کو چاہئے کہ وہ اس مسئلہ میں بھی امام مجدد اعلیٰ حضرت کے نظریہ کو بدعت کہہ کر کرنسی نوٹ کا بائیکاٹ کریں اور بدعات سے بچنے کا ثبوت دیں۔ مگر یہ مخالفین کبھی ایسا نہ کر سکیں گے کیونکہ اس سے ان کے پیٹ کو تالہ لگ جائے گا۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت کو علوم ہیئت، توقیت، نجوم، اور جفر میں بھی کمال کی دسترس حاصل تھی۔ مولانا غلام حسین صاحب ہیئت اور نجوم کے ماہر۔ ایک دن امام مجدد کے ہاں تشریف لائے اور باہمی گفتگو کے دوران ستاروں کے وضع سے بارش کے متعلق گفتگو ہوئی اعلیٰ حضرت نے پوچھا آپ کے نزدیک بارش کا کیا اندازہ ہے؟ مولانا نے ستاروں کی وضع سے زائچہ بنایا اور فرمایا اس مہینے میں پانی نہیں آئندہ ماہ ہو گی۔ یہ کہہ کر زائچہ امام مجدد کے سامنے پیش کیا۔ امام مجدد نے دیکھ کر فرمایا اللہ کو سب قدرت ہے وہ چاہے تو آج ہی بارش ہو۔ مولانا نے کہا یہ کیسے ممکن ہیں کیا آپ ستارں کی چال نہیں دیکھتے؟ امام مجدد نے فرمایا سب دیکھ رہا ہوں اور ساتھ ساتھ ستارے بنانے والے کی قدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ سامنے کلاک لگا تھا۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت نے پوچھا وقت کیا ہے؟ بولے سوا گیارہ بجے ہیں فرمایا بارہ بجنے میں کتنی دیر ہے جواب ملا پونہ گھنٹہ۔ امام مجدد نے فرمایا اس سے پہلے نہیں؟ کہا نہیں ٹھیک پونہ گھنٹہ کے بعد بارہ بجیں گے یہ سن کر امام مجدد اٹھے اور بڑی سوئی گھما دی فوراٹن ٹن بارہ بجنے لگے۔ امام مجدد نے فرمایا مولانا آپ نے کہا تھا ٹھیک پون گھنٹہ بعد بارہ بجیں گے۔ یہ اب کیسے بارہ بج گئے؟ مولانا نے کہا آپ نے کلاک کی سوئی گھمادی۔ ورنہ اپنے سے پونہ گھنٹہ بعد ہی بارہ بجتے۔ امام مجدد نے فرمایا اسی طرح رب العزت جل جلالہ قادر مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت جہاں چاہے پہنچا دے وہ چاہے تو ایک مہینہ، ایک ہفتہ، ایک

دن تو کیا ابھی بارش برسادے۔ اتنا زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ چاروں طرف گنگھور گھٹا چھا گئی اور پانی برسنے لگا۔ غرض امام مجدد کا اعتقاد اس قسم کے علوم پر ایسی ہی نوعیت کا تھا۔ اصل قدرت اللہ عزوجل کیلئے مانتے تھے۔ اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور قرآن وحدیث پر کامل یقین تھا۔ اور اسی کامل یقین کی بنیاد پروہ ہر علمی میدان میں سرخرو رہے۔

☆☆☆☆☆☆

«اہلسنت وجماعت کے دینی مدارس کا تعارف»

اپنے بچوں اور بچیوں کو اہل سنت وجماعت کے مدارس میں داخل کروائیں۔ اور ان مدارس کو اپنے دست وبازو سے قوت دیں۔ یہ آپ کے خیرات، صدقات، زکوٰۃ کے صحیح مستحق ہیں۔

1۔ مدرسہ منظر اسلام / گاؤں کاگان ضلع مردان۔

ناظم اعلیٰ: انصار الابرار 0314-5769494

2۔ جامعہ قمریہ نور القرآن / کھنڈرے گڑھی کپورہ۔

مہتمم: مولانا محمد نسیم نوری 0313-9184921

3۔ جامعہ فاطمیہ للبنین واللبنات / اسلام آباد کالونی، نوشہرہ روڈ مردان۔

مہتمم: مفتی عبدالوکیل قادری 0314-5711206

4۔ دارالعلوم تبیان القرآن للبنین واللبنات / کاٹلنگ ضلع مردان۔

مہتمم: مولانا عبدالمنان ہاشمی 0345-3426361

5۔ مدرسہ نور القرآن / استہ روڈ کھنڈرے جدید ضلع مردان۔

مہتمم: قاری نورزمان صاحب 0314-9380570

درویش اہلسنت صاحب حق حضرت علامہ روح الامین صاحب مدظلہ العالی / نظر ثانی واضافہ
جناب اشتیاق فاروقی

اذان قبر تحقیقی جائزہ

(اذان قبر کے بارے میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مفتی صاحب کے فتویٰ کا تحقیقی جائزہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم اما بعد! جاننا چاہئے کہ برائے تلقین، تخفیف عذاب وکشادگی قبر اور دفع وحشت اذان قبر باتفاق علماء اہلسنت جائز ومستحب ہے۔ اور بہت سے بلاد اسلامیہ میں مروج ہے۔ پس اس اذان قبر کو بدعت سیئہ وناجائز قرار دیکر لوگوں کو اس سے روکنا احکام شرعیہ سے بے خبری واضح دلیل ہے۔ حال ہی میں اسی قسم کا ایک فتویٰ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ایک مفتی صاحب نے سائل شاہ محمد طالب علم درجہ اولیٰ دارالعلوم حقانیہ کے سوال کے جواب میں اذان قبر کو بدعت سیئہ قرار دینے کا....۹ ستمبر ۱۹۹۸ء کو جاری کیا۔ حالانکہ فقہائے کرام فرماتے ہیں۔ کہ فعل جائز مسلمانوں میں رائج ہو (جیسا کہ (۱) سائل شاہ محمد صاحب نے خود اقرار کیا ہے کہ اکثر علاقوں میں جب لاش کو قبر میں رکھتے ہیں تو قبر میں کو اذان دیتے ہیں۔ (۲) احسن الفتاویٰ جلد اول میں اسی قسم کا سوال ہے۔ 'قبر پر اذان کہنا' (جیسا کہ ہمارے بلاد میں عام مروج ہے۔ اور (۳) علامہ شامی علیہ الرحمۃ کا یہ کہنا کہ..." کما هو المعتاد الان" اس بات کی واضح دلیل ہے کہ بہت سے بلاد اسلامیہ میں یہ اذان مروج ہے) تو اس جائز کام کو انکی موافقت میں کرنا چاہئے۔ تاکہ مسلمانوں میں انتشار وفساد نہ پھیلے چنانچہ ملک العلماء ابوبکر کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اتباع ما اشتهر العمل به فی الناس واجب" بدائع صنائع جلد اول ص ۲۸۰۔ یاد رہے کہ 'وعليه عمل اليوم' "و به جرى العرف" "و هو المتعارف" یہ الفاظ مفتی بہ یعنی فتویٰ کے الفاظ ہیں۔ (فقہ اسلامی از مولانا عبدالاوّل صاحب جونپوری)۔ اور حدیث مبارک سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن" (الحدیث) یعنی جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھ کر کریں وہ عند اللہ بھی اچھی ہے۔ اور اور حدیث پاک لفظ مسلمون سے مراد علماء کرام ہیں جیسا کہ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں" والمراد بالمسلمين زبدتهم و هم العلماء بالكتاب و

السنة الاتقياء عن الحرام والشبهة"۔ لہٰذا اذانِ قبر کو تمام علماء حقہ اہلسنت وجماعت نے اچھا اور مستحب سمجھا ہے کسی نے انکار نہیں کیا اور شرعی طور پر بھی اسکے عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں۔مفتی صاحب نے بزعم خود اس اذن قبر کو بدعت ثابت کرنے کے جو دلائل دیئے ہیں ان میں سے ایک بھی اذان قبر کو بدعت سیئہ ثابت نہیں کرسکتا۔مفتی صاحب کی پہلی دلیل "قبر میں اذان دینا خیر القرون میں کسی سے ثابت نہیں" جواب اسکا یہ ہے کہ کسی فعل کا قرون ثلاثہ میں نہ ہونا اس فعل کے ناجائز وحرام ہونیکی ہرگز دلیل نہیں ہوسکتی بلکہ ہر فعل کے ناجائز وحرام ہونے کیلئے خاص ممانعت کی ضرورت ہے۔جیسا مروجہ تبلیغی جماعت (چلوں والی جماعت) بھی مفتی صاحب کے نزدیک بدعت سیئہ ہوئی۔جیسا کہ بانی تبلیغی جماعت مولانا الیاس صاحب کا وضع کردہ طریقہ تبلیغ بھی! کیونکہ مولانا الیاس صاحب نے خود فرمایا ہے کہ "تعلیم تو ان (مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی) کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو" (ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاسؒ ص ۵۳) ﴿تو مولوی محمد الیاس کے فرمان کے مطابق معلوم ہوا کہ مروجہ تبلیغی جماعت کی تعلیمات قرآن وحدیث نہیں جیسا کہ اسی ملفوظ میں آگے لکھتے ہوئے مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں 'اس طرح ان (مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب) کی تعلیم عام ہوجائے گی' اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مروجہ تبلیغی جماعت کا طریقہ سنت رسول ﷺ اور سنت صحابہ ہرگز نہیں اور نہ خیر القرون میں یہ طریقہ موجود تھا بلکہ مولوی الیاس صاحب کا وضع کردہ طریقہ ہے (فاروقی)﴾۔اور اس تعلیم وطریقہ میں سے کوئی ایک بھی تو سرکار دو عالم ﷺ یا صحابہ کرام سے منسوب نہیں۔جیسا کہ ﴿سہ روزہ، چلہ، چار ماہ، سال، گشت، شب جمعہ، رائیونڈ کا سالانہ اجتماع، فضائل اعمال کی تعلیم کی تخصیص، چھ نمبروں کی تخصیص، انچاس کروڑ کے ثواب کا عقیدہ، عام مساجد کی طرف سفر کی نیت، مساجد میں رہائش، بستروں کو اعمال کے ساتھ تولنے کا اعتقاد، تقاضا کے نام پر تفریح، نماز کے بعد بیان کے کیلئے اعلان، جوڑ، تبلیغ میں جانے کی نذر ماننا وغیرہ) کہیں سے بھی ثابت نہیں چنانچہ مفتی سبحان اللہ جان صاحب (آپکے مسائل اور انکا شرعی حل) میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں "اگر کوئی نذر مانے کہ فلاں کام ہوجائے تو چار ماہ لگاؤں گا پھر کام ہوجائے تو اس کی نذر منعقد نہیں ہوتی لہٰذا اس کا پورا کرنا لازم نہیں کیونکہ نذر درست اور صحیح ہونے کیلئے ایک شرط یہ کہ منذور چیز کے جنس سے کوئی واجب یا فرض ہو جبکہ تبلیغ میں مروجہ طریقے پر وقت لگانا فرض ہے نہ واجب لہٰذا اس طرح کی نذر منعقد نہ ہو گی" صفحہ الاسلام تاریخ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ ۱۶ دسمبر ۲۰۱۱ء روزنامہ مشرق پشاور (فاروقی)﴾۔اسی

طرح مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب کے فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۲، ادارہ اسلامیات لاہور میں ہے کہ "قرون ثلاثہ میں بخاری شریف تالیف نہیں ہوئی تھی۔مگر اسکا ختم درست ہے۔یہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔اسکا اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔" فتاویٰ رشیدیہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کسی فعل کا قرون ثلاثہ میں نہ ہونا اس فعل ناجائز وحرام ہونیکی دلیل نہیں اور یہ کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے تو اذان تو ذکر معظم ہے "لانہ ذکر معظم" (بدائع صنائع ج ۱ ص ۱۵۱)۔نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب (اذان کے جواب) سے فارغ ہو تو جو چاہو مانگو دیا جائے گا" فـــاذا انتهيـــت فســـل" (مظاہر حق جدید ج اول ص ۴۷۹۔تو انشاء اللہ تعالیٰ اذان قبر کے بعد دعا ضرور قبول ہوگی۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ "الانتباہ فی سلاسل لاولیاء اللہ میں قضائے حاجات کے لئے ختم خواجگان چشت (قدست اسرارہم) کی ترکیب بتاتے ہیں۔حضرت مرزا جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ اپنے، ملفوظات میں حزب البحر کا وظیفہ صبح وشام اور روزانہ ختم خواجگان مشکلات کے لئے پڑھنے کی ہدایت کررہے ہیں۔ان صاحبوں سے کوئی نہیں کہتا کہ یہ طریقے قرون ثلاثہ میں کہاں منقول ہیں؟ ان میں کچھ ثواب یا تقرب الی اللہ کی امید ہوتی تو صحابہ کرام ہی بجالاتے۔

1) لیکن یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ نے پلان عمل نہیں کیا اور اگر کسی نے کیا تو بدعت ہے یہ بات درست نہیں مثلاً کوئی کہ موجودہ ترتیب کے ساتھ مجالس ذکر اور دعوت حضرت محمد ﷺ اور صحابہ نے نہیں کیا تو یہ بدعت ہے یہ بات صحیح نہیں جو کام شریعت میں مسکوت عنہ ہو وہ مباح ہے اس کا کرنا اس وقت بدعت ہوگا جب اس کو شریعت اور سنت کا درجہ دے کر کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **امرتكم به فخذوه وما نهيتكم فانتهو**۔ (ابن ماجہ) یہ نہیں فرمایا ما سکت عنہ فانتھوا فقہاء اور اصولیین کے یہاں احکام کے ثبوت کیلئے چار دلائل ہیں قرآن وسنت اجماع وقیاس حرمت کے ثبوت کیلئے بھی چار دلائل میں سے ایک ہے۔ترک رسول اللہ ﷺ کو دلیل خاص کے طور پر اصولیین نے پیش نہیں کیا۔نیز حدیث کے مصطلحات میں سنت قولیہ سنت فعلیہ سنت تقریرہ کا ذکر ہے۔سنت ترکیہ کا ذکر نہیں۔فتادی دار العلوم ذکریا جلد اول اور صفحہ ۱۷۵/۱۷۶ (از مفتی رضاء الحق استاد الحدیث ومفتی دار العلوم ذکریا) مفتی صاحب کی اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ مسکوت عنہ مباح اور جائز ہے۔چونکہ اذان بھی مسکوت عنہ ہے۔اس لئے اس کو حرام وناجائز کہنا اصولیین اور محدثین کے مصطلحات سے بے خبری کی دلیل ہے۔مفتی رضاء الحق صاحب فتادی

دارالعلوم ذکریا صفحہ 48 جلد نمبر 3 پر لکھا ہے۔ آنحضرت ﷺ صحابہ کرامؓ وتابعین سے قبر پر اذان دینا ثابت نہیں اس وجہ سے فقہا اھل سنت کے نزدیک بدعت کہا ہے۔ تو اسے کیا کہیئے حالانکہ مفتی صاحب نے خود مسکوت عنہ کو مباح قرار دیا ہے اس لئے اذان مباح ہے۔ مفتی صاحب کی دوسری دلیل ''اور نہ احناف رحم اللہ تعالی میں کسی نے قول کیا ہے''۔ جواب اسکا یہ ہے! اگر مفتی صاحب بغور شامی ج اول ص ۲۸۲ کا اپنے فتوٰی میں دیا ہوا حوالہ مکمل مطالعہ کرتا تو اسے ضرور علاّمہ خیرالدین رملی حنفی شیخ الحنفیہ وصاحب درمختار کے استاد کا یہ قول ضرور ملتا کہ ''اقول ولا بعد فیہ عندنا'' یعنی میں کہتا ہوں کہ ہمارے (احناف) کے نزدیک نماز کے علاوہ دوسرے امور کیلئے اذان کے مسنون ہونے میں کوئی استعباد نہیں اور ان امور میں اذان قبر بھی شامل ہے۔ کیونکہ مزدحم الجیش وعند الحریق وعند تغول الغیلان وخلف المسافر ولمن ضل الطریق فی الارض قفر کذا فی ردمختار میں علت موثرہ کے علاوہ ''حادثہ دفعۃ'' کا جو وصف ہے۔ وہ عندہ ادخال المیت فی قبرہ میں بھی موجود ہے اور فی الفور اس کے علاج کی بھی احتیاج ہے تو جس طرح مغموم آگ میں جلنے والے مرگی زدہ شخص یا جس شخص کو جن تنگ کررہا ہو اذان مندوب ہے تو اسی طرح جو شخص اپنے سفر کی آخری منزل میں جارہا ہو اس کے لئے اذان دینا بطریق اولیٰ مستحب ہوگا) (امداد الفتاوی جلد چہارم میں ہے ''جیسا کہ ان مواقع میں تامل کرنے سے جہاں اذان بہیئت اذان صلوٰۃ وارد ہوئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وصف یہ ہو کہ وہ ''حادثہ رفتہ'' پیش آجائے اور فی الفور ہی اس کے علاج کی احتیاج ہو چنانچہ مزدحم الجیش وعند الحریق وعند تغول الغیان وحلف المسافر ولمن ضل الطریق فی ارض قفر کذا فی ردالمختار۔ (امداد الفتاوی ج ۴ ص ۳۱۵)۔ اور جب کوئی فقیہ ھذا عندنا کہے تو مراد اسکی یہی ہوگی کہ یہ قول امام ابوحنیفہ اورصاحبین رحمہم اللہ علیہم کا ہے۔ (فقہ اسلامی ص ۱۸۴ از عبدالاول جونپوری صاحب)۔ لہٰذا دارالعوم حقانیہ کے مفتی صاحب کے لئے ضروری ہے کی وہ حوالہ پیش کرتے وقت غفلت اور تساہل سے کام نہ لیں جسطرح مولوی عبدالقیوم حقانی صاحب نے اصلاح مفاہیم نامی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے تساہل سے کام لیا تو جلد ۲۹ شمارہ ۱۲ ماہنامہ الحق ۱۹۹۴ء کو استدراک لکھنے پر مجبور ہوا۔ نیز توضیح السنن لکھتے وقت'' اذان سے قبل وبعد درود وسلام کا مسئلہ'' کے سلسلے میں امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے کشف الغمہ کا حوالہ پیش کرنے میں تساہل کام لے کر اپنے بزرگ مولوی سرفراز خان صفدر صاحب ؒ صفدر صاحب کی عادت تھی کہ وہ اپنے تصانیف میں دلائل دیتے ہوئے اپنی مدعا پیش کرنے کیلئے اکثر تساہل سے کام لیتے ہیں اور

پوری عبارت نقل نہیں فرماتے (فاروقی) ؒ پر اعتماد کرتے ہوئے خزائن سنن جلد ۲ ص ۴۸ کی پیروی کرتے ہوئے نامکمل حوالہ درج کیا دیکھئے توضیح السنن جلد اول ص ۵۷۴۔ جہاں تک برصغیر پاک وہند کے علماء احناف اہلسنّت وجماعت کا تعلق ہے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اذان قبر کے جواز واستحباب میں بالکل متفق ہیں خواہ دہلی کے ہیں یا میرٹھ، بدایون، بریلی، مراد آباد، یا مبارکپور، حیدرآباد یا کراچی، جرانگ، سیالکوٹ، سوات، ، سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ) کے ہیں یا پنجاب کے، بلکہ بعض علماء نے تو اس اذان قبر کے استحباب پر مستقل رسالے تصنیف کیئے ہیں۔ اذان قبر کی مخالفت صرف وہ علماء کررہے ہیں جو نجدی اثر قبول کرچکے ہیں۔ وہ نہ صرف اذان قبر کے مخالف ہیں بلکہ اکثر معمولات اہلسنّت کے بھی مخالف ہیں اذان قبر کے استحباب وجواز قائل علمائے کرام میں شاہ مخصوص اللہ صاحب، شاہ محمد موسیٰ صاحب (شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے)، مولانا رشید الدین خان صاحب دہلوی، مولانا رحمت اللہ صاحب، مولانا شاہ فضل رسول بدایونی صاحب مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب (اعلٰحضرت کے لقب سے مشہور ہوئے بڑے متبحر اور صاحب تصانیف بزرگ تھے ماہنامہ الحق ۱۹۹۸ء شمارہ ۷ جلد ۳۳)۔ سرفہرست ہیں۔

مفتی صاحب کی تیسری دلیل: ابن حجر عسقلانی نے اس پر رد کیا اور یہ مسئلہ قابل عمل نہیں۔ جواب اس کا یہ ہے کہ مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے اس پر رد کیا ہے، یاد رکھنا چاہئے کہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے اس پر رد نہیں کیا۔ بلکہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے تو نماز کے علاوہ دیگر امور کے لئے اذان دینے کا بنیاد فراہم کیا ہے اور واضح کردیا ہے کہ اذان میں اعلام نماز کے علاوہ دیگر فوائد بھی ہیں۔ اس لئے اس بعض سلف نے دوسرے مواقع پر بھی اذان دینے کا استنباط فرمایا ہے۔'' فھم بعض السف عن الاذان فی ھذا الحدیث لغیر الصلوٰۃ الاتیان بسورۃ الاذان ان لم تو جد فیہ شرائط اذان من وقوالو و غیر ذالک ففی صحیح مسلم من روایۃ سھل بن ابی صالح عن ابیہ انہ قال ' اذا سمعت صوتا فنادبالصلوٰۃ '۔'' (فتح الباری ج ۲ ص ۸۷ الحاشیہ بدر الساری الی فیض الباری علی صحیح البخاری ج ۲ ص ۱۶۲، فتح الملھم ج ۲ ص ۱۰)۔ جہاں تک رد کا تعلق ہے تو اس اذان قبر کے جائز ومستحب ہونے پر نہیں بلکہ نومولود کے کان میں اذان دینے پر قیاس کرتے ہوئے اس کے مسنون ہونے پر ہے۔ ''و قال من ظن انہ سنۃ فلم یصب علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ'' فرماتے

ہیں جواسکوسنت جانے وہ درست نہیں کہتے اور ظاہر ہے کہ سنیت کی نفی سے جواز واستحباب کی نفی لازم نہیں آتی یہی وجہ ہے کہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ خود اس اذان قبر کے قائل ہیں۔حضرت شیخ ابراہیم باجوری رحمۃ اللہ علیہ (مصر) اپنی کتاب حاشیہ باجوری میں لکھتے ہیں۔"قال ابن حجر وردته فی شرح العباب لکن ان وافق انزاله القبر اذان خفف عنه فی السوال" (حاشیہ باجوری ج ا ص ۱۶۱) یعنی ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں نے شرح عباب میں اسکا رد کیا اگر میت کے قبر میں داخل کرتے وقت اذان دی جائے تو سوال وجواب میں آسانی ہوگی۔حضرت علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے اسے خود بدعت فرمایا ہے اس سے مراد بدعت حسنہ ہے بدعت سیئہ مراد نہیں اگر بدعت سیئہ مراد ہوتی تو ہرگز ہرگز وہ اذان قبر کے مزکورہ بالا فائدے کا قائل نہ ہوتا جو حاشیہ باجوری نے نقل کیا گیا ہے۔حاصل کلام یہ ہے کہ اذان قبر دینا جائز ومستحب ہے۔منکرین یہ بھی نہیں سوچتے کہ کم از کم اذان اللہ تعالیٰ کا ذکر تو ہے اور اللہ کے ذکر سے بڑھ کر عذاب الٰہی سے نجات دینے والی کوئی چیز نہیں۔﴿ اذان میں ذکر خدا تعالیٰ بھی ہے اور ذکر مصطفیٰ ﷺ بھی ہے۔اور ذکر خدا تعالیٰ اور ذکر مصطفیٰ ﷺ سے آفات وبلیات، مشکلات ختم ہو جاتے ہیں جیسا کہ مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب نے نشر الطیب کی تالیف کی یہی وجہ لکھی ہے۔لکھتے ہیں!" آج کل فتن ظاہری جیسے طاعون اور زلزلہ وگرانی وتشویشات مختلفہ کے حوادث سے عام لوگ اور فتن باطنی جیسے شیوع بدعات و الحاد و کثرت فسق و فجور سے خاص لوگ پریشان خاطر اور مشوش رہتے ہیں ایسے آفات کے اوقات میں علماء امت ہمیشہ جناب رسول اللہ ﷺ تلاوت وتالیف اور نظم مدائح ومعجزات اور تکثیر سلام وصلوٰۃ سے توسل کرتے آرہے ہیں چنانچہ بخاری شریف کے ختم کا معمول اور حصن حصین کی تالیف اور قصیدہ بردہ کی تصنیف کی وجہ مشہور ومعروف ہے میرے قلب پر بھی یہ بات وارد ہوئی کہ اس رسالہ میں حضور ﷺ کے حالات وروایات بھی ہوں گے جا بجا اس میں درود شریف بھی لکھا ہوگا پڑھنے والے بھی اس کی کثرت کریں گے کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ ان تشویشات سے نجات دیں۔" نشر الطیب ص ۲۔اور اسی پر عبارت پر حاشیہ میں تھانوی صاحب اسی نشر الطیب کی برکات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں" چنانچہ ابتداء رسالہ سے اس وقت تک کہ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ ہے بفضلہ تعالیٰ یہ قصبہ ہر بلا سے محفوظ ہے" نشر الطیب ص ۲ (فاروقی)﴾

اذان قبر کے فائدے:

(۱) شیطان رجیم سے پناہ: جب میت سے فرشتے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے تو اس وقت شیطان لعین اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں تو جب اذان دی جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ شیطان بھاگ جائیگا۔کیونکہ اذان سننے سے شیطان دور بھاگ جاتا ہے۔(۲) اس اذان دینے سے میت سے وحشت دور ہوگی۔حضرت آدم علیہ السلام جب ہند میں اترے تو جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور انکی گھبراہٹ دور کرنے کے لئے اذان دی۔﴿ اس روایت کو فریق مخالف کے بزرگ مولانا بدر عالم صاحب نے بھی ان الفاظ میں بیان کیا ہے!" ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدم علیہ السلام جب ہندوستان میں نازل ہوئے (اور تنہائی کی وجہ سے) گھبرائے تو جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور اذان کہی، الله اکبر، الله اکبر، دو مرتبہ اشهد ان لا اله الا الله دو مرتبہ اشهد ان محمدا رسول الله دو مرتبہ (جب حضرت آدم علیہ السلام نے محمد ﷺ کا اسم گرامی سنا تو) فرمایا یہ محمد (ﷺ) کون ہیں، جبرئیل نے کہا کہ انبیاء میں آخری بیٹے ہیں۔اس حدیث کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے"۔(ترجمان السنہ ج اول ص ۳۵۵) اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے بدر عالم صاحب لکھتے ہیں" نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ اذان کا ایک نفع دفع وحشت بھی ہے" (ترجمان السنہ ج اول ص ۳۵۵)۔(فاروقی)﴾۔(۳) کشادگی قبر: خود سید عالم ﷺ نے بمع صحابہ کرام حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے قبر مبارک پر تسبیح وتکبیر کہتے رہے۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے قبر کو کشادہ کیا۔(۴) عذاب نار سے نجات: حضور ﷺ فرمان ہے اطفؤا الحريق بالتكبير (آگ کو تکبیر سے بجھاؤ)(۵) عذاب الٰہی سے نجات: اذان ذکر معظم ہے۔محبوب ﷺ کا ارشاد ہے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر سے زیادہ عذاب الٰہی نجات دینے والی کوئی چیز نہیں۔(۶) دفع حزن: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مغموم پا کر انہیں فرمایا! اپنے اہل میں سے کسی کہہ دیں کہ آپ کے کان میں اذان کہہ دیں۔(۷) تلقین فائدہ دیتی ہے اور بعد دفن تلقین برائے میت جائز بلکہ مفید ہے۔اگر میت کو تلقین فائدہ نہیں دیتی تو نقصان بھی نہیں۔ "بل فيه للميت لانه ليستأنس بالذكر" (طحطاوی)۔(۸) سبب اجابت دعا: سید عالم ﷺ فرماتے ہیں۔دو دعائیں رد نہیں ہوتیں ایک اذان کے وقت اور ایک جہاد کے وقت جب کفار سے لڑائی شروع ہو۔(۹) مسلمانوں کی عادت ہے جب اذان ختم ہوتی ہے تو کلمہ شریف پڑھتے ہیں تو امید ہے شائد وہ

میت مسلمان اپنی عادت کے موافق اذان کے ختم ہونے کے بعد کلمہ شریف پڑھے تو انشاء اللہ العزیز اس کیلئے کامیابی وکامرانی ہوگی۔(فتاویٰ واحدی، فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ) اور میت اذان کو سنتا ہے (کبیری)۔

(۱۰) سوال وجواب میں آسانی: ان و افق انزاله القبر اذان حفف عنه فی السوال (حاشیہ باجوری ج۱ص ۱۶۱)۔ پس یہ اذان قبر اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت کے حصول کا ذریعہ ہے۔اور جب غمزدہ، غضبناک مرگی زدہ شخص کے لئے اذان دینا مستحب ہے تو جو شخص اپنے سفر کی آخری منزل میں جارہا ہواس کے لئے اذان دینا بطریق اولیٰ مستحب ہوگا۔ کیونکہ مغموم اور غضبناک شخص کی نسبت میت کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کی زیادہ ضرورت ہے۔ یہ سفر آخرت کی پہلی منزل ہے، اس جگہ آسانی ہوتو باقی منازل زیادہ آسان ہوتی ہیں۔اور انشاء اللہ العزیز اذان قبر دینے سے میت کو قبر میں آسانی اور راحت حاصل ہوگی، جس طرح ایک بیٹے کو ماں نے وصیت میں یادرکھا اور اسے " لا الہ الا اللہ " کی تلقین کی جسکی وجہ سے وہعورت ہلاکت سے بچ گئی۔اور راحت پا گئی،۔شیب بن شیبہ کہتے ہیں کہ میری والدہ نے مرتے وقت مجھے وصیت کی تھی کہ بیٹا جب تم مجھے دفن کر چکو تو میری قبر کے پاس کھڑے ہوکر کہنا اے ام شیب کہو" لا الہ الا اللہ"، چنانچہ اس وصیت کے مطابق والدہ جب برابر ہوگئی تو میں نے قبر کے پاس کھڑے ہوکر وہ جملہ کہا۔اے ام شیب کہو "لا الہ الا اللہ" جب میں قبرستان سے لوٹا رات کو میں نے خواب دیکھا کہ میری والدہ ام شیب کہہ رہی ہیں کہ میرا بیٹا میں ہلاک ہوجانے کے قریب آچکی تھی اگر تیرا" لا الٰــــہ الا الـلـہ " اسکی روک تھام نہ کرتا۔ بلاشبہ تو نے میری وصیت یادرکھی اور عمل کر کے دکھایا۔(عالم برزخ ص ۳۴ از قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند)۔حیات صدریہ میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ "پیر صادق جان صاحب (ساکن درویش) نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ہم حضرت معظم کی معیت میں شیر گڑھ (ضلع مانسہرہ) گئے ہوئے تھے۔ایک رات عشاء کے بعد آپ احباب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ اچانک اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک طرف کو چل دیے۔ ہر طرف تاریکی کا راج تھا احباب میں سے کسی نے لالٹین اٹھائی۔کسی نے مشعل تھامی اور آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑے چلتے چلتے آپ شیر گڑھ کے قبرستان میں پہنچ گئے۔ایک قبر کے پاس کھڑے ہوکر ایک ارادتمند کو حکم دیا "اس قبر پر اذان کہو"۔اس نے تعمیل ارشاد کی اذان کے بعد آپ دیر تک دعا کرتے رہے۔دعا سے فراغت کے بعد آپ واپس چل پڑے۔ہم سب سوچ رہے تھے کہ نہ جانے آپ کے یوں اچانک اٹھ کر یہاں آنے اور اذان کہلوانے کا کیا سبب

ہے؟ آپ ہماری الجھن بھانپ گئے اور خود ہی وجہ بیان فرمائی کہ اس قبر والے کو عذاب ہورہا تھا۔حدیث شریف میں آیا ہے۔ اذا الاذن فی قریۃ امنھا اللہ من عذابہ فی ذلک الیوم (جب کسی گاؤں میں اذان دی جاتی ہے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس دن گاؤں والوں کو عذاب سے بچالیتا ہے) مجھے خیال آیا کہ شائد اذان کی برکت سے میت بھی عذاب سے بچ جائے۔اس لئے یہاں آکر اذان کہی گئی اوصاحب قبر کے لئے دعا کی گئی۔الحمدللہ کہ عذاب ٹل گیا۔" (حیات صدریہ ص ۲۸۰،۲۸۱)

ربّ جلیل اس مختصر تحریر کو قبول فرمائے اور میرے لئے صدقہ جاریہ بنائے اور تمام مسلمانوں کو حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **آمین ثم آمین محرمت سیّد المرسلین صلی الله تعالیٰ علیه و سلّم و برحمتك یا ارحم الراحمین و صلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیّدنا محمد و آله و اصحابه اجمعین۔**

محترم قارئین۔آپ نے رسالہ پڑھا۔۔۔کیسا لگا۔۔۔کیا نہیں ہے۔جو پڑھنا چاہیئے۔یا آپ لکھنا چاہتے ہیں۔لیکن گھبراتے ہیں۔۔۔۔تو قلم اُٹھایئے لکھئے۔۔۔۔خط لکھے یا فون کریں۔۔۔۔۔اپنی رائے کا اظہار کریں۔۔۔۔ہمیں اپنی بہترین مشوروں سے نوازیں۔۔۔۔۔۔۔ادارہ۔

﴿معزرت خواہ﴾

کچھ ذاتی مصروفیات کے بناء پر دوسرا اشارہ تاخیر سے شائع ہوئی جس کیلئے معزرت خواہ ہے۔ آئندہ کوشش رہیگا۔کہ وقت پر رسالہ شائع ہوتا رہے۔ادارہ۔

ابوالھمام محمد اشتیاق فاروقی مجدّدی

یادِرفتگاں

استاذالعلماء حضرت علاّمہ مولانا محمد عبداللہ فاروقی محدث مردانوی رحمۃ اللہ علیہ

استاذالعلماء حضرت مولانا عبداللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ بن مولانا فیض رسان فاروقی بن حضرت مولانا عبدالحمید فاروقی شہید بن خواجہ حافظ محمد جی فاروقی بن خواجہ محمد گل فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر علاقہ گدون ضلع صوابی بمقام اتلہ ۱۹۲۰ء کو پیدا ہوئے۔ آپکا سلسلہ نسب بواسطہ مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے امیرالمؤمنین دعائے رحمۃ اللعالمین ﷺ خلیفہ دوم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپکے آباواجداد میں سارے اولیاء اللہ گزرے ہیں جو ظاہری و باطنی علوم سے مالا مال تھے اور شریعت وطریقت کے امام گزرے ہیں۔

خاندانی پس منظر:

خواجہ محمد جی فاروقی اتلوی رحمۃ اللہ علیہ: غوث الزمان سیّدالاصفیاء حجۃ الاولیاء حضرت خواجہ محمد جی فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ بن قطب الاقطاب حضرت محمد گل فاروقی رحمۃ اللہ علیہ علاقہ آمازئی بمقام ڈوگہ شریف پیدا ہوئے۔ آپکے والد ماجد صاحب شریعت اور طریقت اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ جب ہر سال اتلہ کی آبادی قدرتی آفات کی نذر ہو جاتی تو اتلہ گاؤں کا جرگہ علاقہ کے نواب مقرب خان صاحب کی سربراہی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے کیلئے عرض کی اور نئے سرے سے اتلہ کی بنیاد رکھنے کی استدعا کی۔ آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے حجۃ الاولیاء احمد جی فاروقی (عرف میرات باباجی) کو انکے ساتھ روانہ فرمایا تاکہ وہ اتلہ کی بنیاد رکھیں۔ احمد جی باباجی اتلہ تشریف فرما ہوئے اور نئے سرے سے اتلہ کی بنیاد رکھ کر اسکی سلامتی کیلئے دعا فرمائی۔ اور فرمایا کہ میرے بھائی محمد جی فاروقی جو صاحب ولائت بزرگ ہیں اگر انکا قیام یہاں رہا تو یہ گاؤں بہت سے برکات سے مالا مال رہے گا۔ اس لئے احمد باباجی کو مؤسس اتلہ کہا جاتا ہے۔ پورے علاقے کے لوگ آپ کی بہت تعظیم کرتے اور آپس کے معاملات میں ایک دوسرے کی صلح کرنے میں آپکی عصاء مبارکہ کو بطور منصف رکھا کرتے۔ محمد جی باباجی نے ابتدائی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ اپنے والد ماجد سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کئے۔ چاروں

سلاسل میں اپنے والد ماجد سے مجاز تھے۔ اپنے ہاتھوں سے قرآن مجید تحریر فرماتے۔ آپ مستجاب الدعوات اور سیف اللسان تھے۔ آپ صاحب کرامت اور صاحب دل اور صاحب تقویٰ بزرگ تھے۔ ہر لحہ یادالٰہی میں مصروف رہتے۔ جانوروں کی بولی سمجھتے اور ان سے ہم کلام ہوتے اور گفتگو فرماتے۔ شیر چیتا اور جنات آپ کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔ آپ کے والد ماجد جب دنیا سے ظاہری طور پردہ فرما گئے تو آپ اپنے بھائی احمد جی باباجی اور اپنے صاحبزادے سید محمود فاروقی باباجی کے بے حد اصرار پر ڈوگہ شریف سے اتلہ تشریف لائے اور یہاں مستقل سکونت اختیار کی مگر اکثر اپنے والد ماجد کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے اور روحانی فیض پاتے۔ آج بھی ڈوگہ شریف میں خواجہ قطب الاقطاب محمد گل فاروقی باباجی کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔ حافظ محمد جی باباجی رحمۃ اللہ علیہ تاحیات اتلہ میں قیام پذیر رہے۔ اتلہ میں آپ نے وصال فرمایا اور اپنے بھائی کی پہلو میں آرام فرما ہوئے۔ آپکا مزار مبارک آج بھی ہر خاص وعام کی زیارت گاہ ہے اور زائرین روحانی فیض پاتے رہتے ہیں۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے (۱) حضرت مولانا سید احمد فاروقی (۲) حضرت مولانا عبدالحمید باباجی (۳) حضرت مولانا عارف باللہ سید محمود فاروقی۔

﴿۱﴾ **حضرت مولانا سید احمد فاروقی (عرف مشر باباجی)**: آپ صاحب شریعت اور صاحب طریقت بزرگ تھے۔ اپنے ظاہری و باطنی علوم اپنے والد ماجد اور اپنے چچا احمد جی باباجی سے حاصل کیں اور اپنے والد ماجد سے چاروں سلاسل میں بیعت تھے۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری کا شوق حد درجہ تھا۔ آپ چڑوائی علاقہ آمازئی کے لوگوں کو دینی علوم سے منور فرماتے رہے مگر جب حضرت مولانا غریب اللہ ترک باباجی رحمۃ اللہ علیہ ﴿جو علاقہ کے قاضی القضاء تھے۔ اتلہ کی جامع مسجد کے لئے اپنی زمین دے کر مسجد تعمیر فرمائی۔ اور وہاں کے لوگوں کو دینی علوم سے آراستہ فرمایا بہت بڑے عالم دین اور صاحب طریقت بزرگ تھے دور دراز سے علماء دینی مسائل اور افتاء کیلئے تشریف لاتے تھے۔ پنجتار کے مناظرے میں موجود تھے۔ جب سید احمد بریلوی صاحب اور شاہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کے قافلے نے (جن کی وجہ سے اس خطہ میں بریلوی اتنے بدنام ہوئے کہ اسی نام کو ہتھیار بنا کر اسے امام اہلسنت مجدد دین وملت احمد رضا خان قادری افغانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف استعمال کیا گیا) علاقہ گدون اتلہ مہابن کے راستے بونیر جانے کا ارادہ کیا تو آپ ہی کے کہنے پر علاقہ کے علماء نے مخالفت کی۔ اسی لئے اس قافلے نے پنجتار

کے راستے کا انتخاب کیا﴾ ضعیف العمر ہو گئے تو آپ نے سید احمد فاروقی کو طلب فرما کر اپنے منصب قضاء اور جامع مسجد اتلہ انکے حوالے کی۔ آپ انتہائی پرہیز گار، خاکسار، ملنسار، صاحب تقویٰ، شریعت کے پابند، طریقت کے امام، اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ ہر سال میلاد شریف اور گیارھویں شریف بڑے شان سے مناتے اور اسے باعث نجات سمجھتے تھے۔ آپ کے تین صاحب زادے تھے۔ (۱) ولی کامل حضرت محمد اسحاق فاروقی رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت مولانا حق رسان فاروقی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے عالم دین اور صاحب طریقت بزرگ تھے آپکے صاحبزادے خطیب دوران مفتی زماں علاّمہ مولانا بزرگ جمہر فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ (۳) قطب زماں حضرت گل قادری المکی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا ذکر خیر تواریخ کے کتب میں ملتا ہے بڑے صاحب کرامت بزرگ اور بغداد شریف میں اولاد غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ قادری میں مجاز تھے بیداری میں زیارت رسول ﷺ سے مشرف ہوئے آپ ﷺ نے دلائل الخیرات کی اجازت عطا فرمائی۔ مکہ مکرمہ میں شامی محلّہ میں رہائش پزیر تھے وہاں کے وہابی عقیدے کے خلاف کافی سرگرم تھے کئی بار عقائد حقہ کی سر بلندی کیلئے جیل جانا پڑا۔ مکہ مکرمہ میں انتقال فرما گئے اور جنت المعلیٰ میں آرام فرما ہوئے۔

﴿۲﴾ ابوالوقت سید الاصفیاء حجۃ الاولیاء سید محمود فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (المعروف کشر باباجی):

آپ وہبی ولی اللہ تھے بچپن سے ولایت کے آثار نمایاں تھے آپ ان تمام اوصاف حمیدہ سے متصف تھے جو آپ کے اباواجداد میں موجود تھیں۔ آپنے والد ماجد اور چچا سے باطنی وظاہری علوم حاصل کیں۔ شریعت کے انتہائی پابند مکروہات سے بچنا اور اور مستحبات پر عمل کرنا معمول تھا۔ چہرہ مبارک پر ہر وقت پردہ رہتا تھا۔ ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین مجددی کیّان شریف (کشمیر) سے بیعت اور چاروں سلاسل میں مجاز خلیفہ تھے۔ خواجہ محمد قاسم موہڑوی باباجی سے خاص تعلقات اور دوستانہ مراسم تھے۔ جب بھی کیّاں شریف کی خاضری کیلئے تشریف لے جاتے تو راستے میں موہڑہ شریف ٹھہرتے۔ آپ اکثر اوقات اتلہ مہابن سے متصل رتن کاٹ کے جنگل اور سڑہ بیڑئی میں کے غاروں میں گزارتے اور وہاں ذکر الٰہی مجاہدات وریاضات میں مصروف رہتے۔ جنگلی جانور شیر چیتا آپکے تابع اور خدمت گزار تھے۔ آپ ہر کسی کو صبر اور نماز کی تلقین فرماتے۔ مستجاب الدعوات تھے۔ آپکے بے شمار کرامات ہیں اگر انکو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔ دور دراز سے لوگ فیض لینے آتے اور اپنی مشکلیں بیان فرماتے آپ ان کے لیے دعا فرماتے اور انکے مسائل حل ہوتے۔ آپکی بزرگی وکرامات کو اکثر لوگ بیان کرتے رہتے ہیں۔ آپ نے اتلہ میں وصال فرمایا اور اپنے چچا احمد جی باباجی اور والد ماجد محمد جی باباجی کے پہلوؤں میں مغرب کی جانب آرام فرام ہوئے۔ علاقہ کے اکثر لوگ اپنی مشکلوں میں آپ کے مزار پر خاضر ہو کر آپکے وسیلے سے دعا فرماتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں۔ اللہ عزّ وجل آپکے فیض کو تا قیامت قائم ودائم فرمائیں، آمین۔ آپکے تین صاحب زادے تھے۔ (۱) حضرت عارف اللہ فاروقی باباجی رحمۃ اللہ علیہ آپ ٹوپی میں رہائش پزیر تھے اور آپ کا ایک بیٹا محمد عارف فاروقی رحمۃ للہ علیہ ہندوستان گئے اور وہیں رہائش پزیر ہوئے دوسرا بیٹا بحر السان فاروقی ٹوپی میں رہائش پزیر ہے۔ (۲) دوسرا صاحبزادہ محمد یونس فاروقی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تقویٰ بزرگ آپ نے اتلہ گاؤں کیلئے جنازگاہ، اور مدرسہ کیلئے کافی اراضی وقف کیں اور ہر وقت درود شریف اور ذکر الٰہی معمول تھا۔ نہایت مہمان نواز، ملنسار، اور دینی کاموں میں سبقت لے جانے والے تھے۔ آپکا پوتا مفتی غیاث احمد فاروقی مدظلہ العالی بن محمد فاروق فاروقی بن محمد یونس فاروقی، جامعہ فاروقیہ رضویہ کے سرپرست اعلیٰ ہیں عقائد حقہ کے ترجمان اور اپنے آباواجداد کے رنگ میں رنگے ہیں۔ (۳) تیسرا صاحبزادہ چیئرمین محمد ابراہیم فاروقی مجددی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو پیر نظیر احمد موہڑوی باباجی کے سردار خلیفہ صاحب تقویٰ بزرگ تھے۔ ضلع صوابی کے اعلیٰ سیاسی وسماجی شخصیات میں انکا شمار ہوتا ہے۔

﴿۳﴾ حضرت مولانا عبدالحمید فاروقی باباجی رحمۃ اللہ علیہ (المعروف کوپڑئی باباجی): معدن وفا شمع صفا ظاہری وباطنی علوم سے مالا مال تھے۔ کوپڑی علاقہ امازئی میں رہائش رکھتے تھے وہاں لوگوں کی ظاہری و باطنی اصلاح فرماتے رہے۔ بعد میں اتلہ تشریف لائے۔ آپکی مہمان نوازی، بہادری کے چرچے ہر خاص وعام کی زبانوں پر آج بھی گردش کرتی رہتی ہیں۔ طلباء، علماء ومشائخ، اور مسافروں پر بے حساب خرچہ کرتے آپکی فیاضی اور سخاوت لوگ بطور مثال پیش کرتے ہیں۔ عشق الٰہی اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی چاشنی آپ میں بدرجہ کمال موجود تھی۔ کہیں کسی کے ساتھ بھی بے انصافی دیکھتے تو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اسی وجہ سے بہت سے غنڈہ قسم کے لوگ آپ کے دشمن ہو گئے۔ علاقہ کے چند سرکردہ اور سرغنہ نام نہاد سرداروں نے جب بے آسرا غریبوں پر عرصہ حیات تنگ کیا تو آپ نے ظلم کے خلاف آواز اٹھائی اور غریبوں اور بے کسوں کے حقوق کیلئے ڈٹے رہے اسی لئے شرپسندوں نے آپکو راستے سے ہٹانے کیلئے

آپ پر کئی بار قاتلانہ حملے کئے بلا خر آپکو اتلہ کے مضافات سکھر کے مقام پر نماز مغرب ادا کرتے ہوئے دوسرے رکعت کے عین سجدہ کی خالت میں شہید کردیا۔آپکے تین صاحب زادے تھے۔(۱) حافظ محمد حبیب الرحمٰن فاروقی صاحب تقویٰ بزرگ تھے ذکر بالجہر آپ کا معمول تھا۔حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی گیارھویں بڑے شوق سے منایا کرتے۔(۲) محمد اکبر فاروقی آپکی بہادری کے چرچے آج بھی لوگوں کے زبانوں پر عام ہیں۔(۳) حضرت مولانا فیض رسان فاروقی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تقویٰ، ظاہری و باطنی علوم سے مزّین تھے۔بڑے عالم دین اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔آپکے چار صاحبزادے(۱) ملک آمان فاروقی (۲) محمد بلال فاروقی آپکا صاحبزادہ محمد ریاض فاروقی محمد عبداللہ مردانوی کے شاگرداور اہلسنّت کا پاسبان ہے۔(۳) محمد اکرم فاروقی (۴) استاد العلماء مفتی محمد عبداللہ فاروقی مردانوی رحمۃ اللہ علیہ ﴿ محمد افتخار فاروقی مجددی ایوبی سرہندی اتلوی مدظلہ العالی کی تصنیف ''فیضان دعائے مصطفیٰ ﷺ'' میں اسی مجددی خاندان کے علماء کبار اور اولیاء اخیار کا تذکرہ مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ تک تفصیل سے موجود ہے۔اللہ عزّ وجل مصنف کے عمر، علم، جان، مال اور اولاد میں برکت فرمائے آمین۔﴾

استاد العلماء حضرت مولانا علاّمہ محمد عبداللہ فاروقی مردانوی : آپنے ابتدائی علوم اپنے والد ماجد حضرت مولانا فیض رسان فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی اعظم فقیہ العام حضرت مولانا فضل الرحمٰن قادری اتلوی صاحب (جو بہت ہی بڑے عالم دین اور سلسلہ قادریہ کے عظیم بزرگ تھے اور صاحب تصنیف ''حسامی اور فصول الحواشی کی عربی شرح لکھی'' تھے۔پیر مہر علیشاہ گیلانی قدس سرہ، پیر قاسم موہڑوی قدس سرہ،، پیر نظیر احمد موہڑوی قدس سرہ، اور استاد الکل لطف اللہ علیگڑھی قدس سرہ، ریاست علیخان رامپوری قدس سرہ، نذیر احمد خان رامپوری قدس سرہ، عمر الدین ہزاروی قدس سرہ، سے انتہائی گہرے تعلقات تھے)۔مزید علوم کیلئے آپ راولپنڈی تشریف لے گئے اور خطیب دوران مفتی اعظم حضرت مولانا بزرگ جمہر فاروقی مجددی اتلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوے تلمذ ہوئے۔﴿حضرت مولانا بزرگ جمہر فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندستان کے مختلف شہروں ہری پور، اجمیر شریف، رام پور، مراد آباد، بدایون، اور جامعہ لطفیہ علیگڑھ سے دینی علوم کی پیاس بجھائی۔جامعہ لطفیہ علیگڑھ کے بانی استاد الکل مولانا لطف اللہ علیگڑی کسی تعارف کے محتاج نہیں۔امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ جامعہ لطفیہ کے فارغ التحصیل علماء کو ترجیحی

بنیاد پر اپنے مدرسہ منظر الاسلام بطور استاد رکھتے۔اسی وجہ سے آپنے اسی مدرسہ کا انتخاب کیا۔آپکے اساتذہ کرام میں فقیہ العام مولانا فضل رحمٰن قادری، مولانا امانت اللہ صاحب، مولانا بشیر احمد صاحب، مولانا ریاست علیخان صاحب، مولانا سلامت اللہ صاحب کافی مشہور ہیں۔آپ پیر نظیر احمد صاحب کے مجاز خلیفہ تھے۔حضرت مولانا محمد عمر اچھروی صاحب، حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی صاحب، حضرت مولانا احمد یار خان نعیمی صاحب، حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب سے بڑے گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔اپنے مواعظ میں اکثر ان علماء کے مناظروں کے احوال بیان فرما کر انکی تعریف فرماتے۔اپنے شاگردوں اور معتقدین کو امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کے حسام الحرین، اور الدولۃ المکیہ، اور کنز الایمان، فتاویٰ رضویہ کی اور حکیم الامت احمد یار خان نعیمی صاحب کی تفسیر نعیمی اور جاء الحق کے مطالعے کی تعلیم فرماتے رہتے۔امام حمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے کہ امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کو عشق مصطفیٰ ﷺ میں کمال حاصل تھا۔فرماتے تھے کہ اس پر فتن دور میں انہی علماء کے زیر اثر مدارس اور محفلوں کی صحبت ہی بدعقیدگی سے بچا سکتی ہے۔قادری مکتبہ فکر (امام احمد رضا خان قادری کا حلقہ اثر مراد ہے) کے علاوہ مدارس سے پڑھنے کی حق میں نہ تھے یہی وجہ تھی کہ اپنے صاحبزادے مولانا محمد ارشاد فاروقی کو خود پڑھاتے رہے اور بعد میں مولانا محمد صدیق نقشبندی ہزاروی (حالو ،غازی) سے پڑھانے کی اجازت دے دی۔مفتی غیاث احمد فاروقی نے جب ایف ایس سی میں اعلیٰ نمبرات سیحاصل کئے تو فرمایا انہیں قادری مکتبہ فکر میں داخلہ دلوا کر دینی علوم سے آراستہ کرو۔آپکے ہی حکم پر انہیں فیضان مدینہ کراچی میں داخل کرادیا گیا۔بریلوی لفظ کے بارے میں فرمایا اسکی نسبت سید احمد بریلوی سے ہے اس لئے اسے استعمال نہیں کرتا اور ردّ کرتا رہتا ہوں۔اعلیٰ حضرت امام مجدد احمد رضا خان قادری کو اہلسنت کا امام مانتے تھے اور فرماتے تھے وہ کسی نئے مسلک کے بانی نہیں تھے بلکہ حنفی سنّی عقیدے کے پاسبان تھے۔(اعلیٰ حضرت سے منسوب مشہور بریلوی مکتبہ فکر) کو قادری مکتبہ سے یاد فرماتے اور اسی کی ترویج فرماتے تھے، کسی بھی قسم کے وہابی امام کے پیچھے نماز جائز نہیں سمجھتے تھے فضل حق مسجد راولپنڈی میں خطیب رہے، کراچی میں قیام کے دوران اکثر گلزار مدینہ بہار کالونی محمد شفیق نوری صاحب اور کھارادر میں مناظر اسلام غلام دستگیر افغانی کے مسجد، اور بہار کالونی مسجد حضرا میں اکثر جمعہ کا خطبہ اور بعد نماز جمعہ کے صلوٰۃ وسلام بڑے شوق سے پڑھتے تھے۔شاہ احمد نورانی نے آپکو بقیۃ السلف کا

خطاب دیا تھا)۔ بدعقیدہ فرقوں کے رد میں اور عقائد حقہ کی ترجمانی کرتے ہوئے ساری زندگی جہاد فرمایا۔ مختلف اختلافی مسائل میں اہلسنت عقائد سلف وصالحین کو بھرپور طریقے سے پیش کیا۔ قادری مکتبہ فکر کی ترویج اور بدعقیدہ فرقوں کے رد میں "دعوۃ الحق من یتبع الحق" تصنیف فرمائی۔ جامعہ بنوریہ ٹاؤن اور جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے کئی فتاوٰی کے جوابات قرآن وحدیث اور سلف وصالحین اور فقہ حنفی کی روشنی میں دے کر اہلسنت کی تائید فرمائی۔ ✽ حضرت مولانا محمد عبداللہ محدث مردانوی رحمۃ اللہ علیہ مزید دینی علوم کے لئے آپ نے مرکز رشد وہدایت شرقپور شریف کی حاضری دی۔ یہاں آپ ۱۹۴۷ء تک اکتساب فیض کرتے رہے۔ شرقپور شریف میں آپ نے جن اساتذہ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا وہ یہ ہیں:

(۱) **حضرت مولانا غلام رسول شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد:** آپ جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد دوبارہ بریلی شریف میں محدث اعظم پاکستان سردار احمد خان رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث کے کتب پڑھے۔ آپ نے لاہور میں جامعہ نظامیہ رضویہ کی بنیاد رکھی، حضور محدث اعظم پاکستان کے وصال کے بعد جب آپ فیصل آباد تشریف لے جانے لگے تو جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور اپنے ممتاز شاگرد مفتی عبدالقیوم ہزاروی کے سپرد کیا (ایک غلطی کا ازالہ: فقیر فاروقی نے استاد العلماء مولانا عبدالمنان صاحب حق شہباز گڑھی کے تذکرہ میں غلطی سے اسی مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب کو صاحب حق شہباز گڑھی کے شاگردوں میں اور جامعہ نظامیہ رضویہ کا بانی لکھا گیا ہے حالانکہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب نے ۱۹۵۵ء میں دارالعلوم حزب الاحناف سے فراغت حاصل کی ہے۔ اور استاد العلماء مفتی عبدالمنان صاحب حق صاحب کے شاگرد مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب ۱۹۳۱ء میں حزب الاحناف سے فارغ ہوئے تھے جن کا نام "روئیداد جلسہ سالانہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند" میں موجود ہے تو دونوں علماء کے ہم نام ہونے کی وجہ سے غلطی ہوگئی ہے۔ اور مفتی عبدالمنان صاحب حق کے شاگرد مولانا عبدالقیوم ہزاروی وہ ہے۔ جس کا ذکر مجالس علماء صفحہ 98 پر موجود ہے۔ جبکہ حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور عبدالمنان صاحب حق کے شاگردوں میں نہیں ہے۔ مضمون اسی رسالے کے پہلے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ فقیر کا خیال تھا کہ اگلے شمارے میں اسکی معذرت پیش کرینگے لیکن مجلّہ "احیاء العلوم" کے چوتھے شمارے بھی یہ مضمون فقیر سے رابطہ کئے بغیر شائع ہوا۔ اور یہ غلطی دوبارہ دہرائی گئی جس کے لئے فقیر فاروقی معذرت خواہ ہے۔) اور خود جامعہ رضویہ فیصل آباد میں

شیخ الحدیث کی حیثیت سے فرائض انجام دینے لگے۔ آپ نے حضور محدث اعظم کے شاگرد ہونے کے علاوہ داماد بھی تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت تھے۔ بخاری شریف کی شرح تفہیم البخاری، اور تفسیر رضوی کے نام قرآن مجید فرقان حمید کی تفسیر سیرت مصطفیٰ ﷺ پر "حبیب اعظم" کے علاوہ بہت سے کتابوں کے مصنف ہیں۔

(۲) مولانا مختار احمد صاحب مفتی دارالعلوم قادریہ فیصل آباد

(۳) مولانا سیّد عاشق حسین شاہ صاحب (ٹوبہ ٹیک سنگھ)

جب حضور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ پاکستان تشریف لائے تو عیدگاہ گڑھی شاہو (جہاں اب جامعہ نعیمیہ ہے) میں آپ نے حضور محدث اعظم پاکستان سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور آپ کے دست حق پر بیعت ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں آپ نے رمضان کا مہینہ موضع سہاروکی (منصور والی اسٹیشن) میں حضور محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں گزارا، اور پھر چار سال جامعہ رضویہ فیصل آباد میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب اور مولانا ظہور احمد (منڈی بہاؤالدین) سے کتب درس نظامی کی تکمیل کر کے دورہ حدیث حضور محدث اعظم پاکستان سے پڑھا۔ اسی ۱۹۵۱ء میں سند فراغت حاصل کی۔ آپ دو سال تک کاٹن مل فیصل آباد میں خطابت فرماتے رہے، ایک سال کیلئے گاؤں اتلہ تشریف لائے۔ ۱۹۵۶ء میں مسجد دائرے والی (گوجرانوالہ) میں فرائض خطابت فرماتے رہے، اور ساتھ ہی زینت المساجد سراج العلوم گوجرانوالہ میں پڑھاتے رہے۔ تین سال کا عرصہ ایف سی ہائی سکول گوجرانوالہ میں بھی اسلامیات اور اردو کے مدرس رہے۔ ۱۹۶۶ء میں "دارالعلوم نعمانیہ رضویہ فیض العلوم" کے نام سے ایک دینی ادارہ قایم کیا اور اس کیلئے جگہ حاصل کی۔ ابتدا میں دارالعلوم کی عمارت نہ ہونے کی وجہ سے مدینہ مسجد میں تعلیم وتعلم کا سلسلہ شروع کیا اور پھر عمارت بن جانے کے بعد دارالعلوم نئے عمارت میں منتقل ہوگیا۔ دارالعلوم کے ساتھ ایک خوبصورت "مسجد نعمان" بھی آپ نے تعمیر کرائی۔ دارالعلوم میں تدریس اور مسجد نعمان میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ محدث مردانوی صاحب نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں جبکہ آپ فیصل آباد میں تھے، بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا پہلا جلوس آپ نے مسجد نعمان سے نکالا جو مسجد زینۃ المساجد تک پہنچا۔ تو وہاں جلوس کی قیادت آپکے ساتھ حضرت مولانا علامہ مناظر اسلام محمد ابوداؤد صادق صاحب نے بھی کی۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں آپ

نے چار دن تک مسلسل اپنی مسجد سے احتجاجی جلوس نکالے اور آپ کے دارالعلوم کے طلباء نے گرفتاریاں بھی پیش کیں۔ آپکا سیاسی تعلق جمیعت علماء پاکستان سے تھا صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحب کے دور میں آپ گجرانوالہ کی جمیعت کے نائب صدر رہے۔ جب صاحبزادہ صاحب موصوف نے جمیعت کو غلط مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی کوشش کی، تو جمیعت کی تطہیر کے لئے آپ ہی نے سب سے پہلا جلسہ کالج روڈ گوجرانوالہ پر کرایا۔ جس میں شیخ القرآن علاّمہ عبدالغفور ہزاروی قدس سرہ اور آپ کے دیگر رفقاء نے شرکت کی اور پھر جمیعت کی تشکیل نو پر آپکو جمیعت علماء پاکستان صوبہ پنجاب کا نائب صدر بنایا گیا۔ آپ نے عقائد حقہ اہلسنت و جماعت کا بھرپور دفاع کیا اور بدعقیدہ فرقوں کی سرکوبی میں اہم کردار ادا کیا۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان قادری قدس سرہ کو امام مانتے تھے اور فرماتے کہ جو کوئی بھی امام مجدد اعلیٰ حضرت کو امام مانتا ہو وہی اصلی سنی ہے اور جو کوئی بھی اعلیٰ حضرت امام مجدد الشاہ احمد رضا خان قادری سے بغض رکھتا ہو ان کے محافل اور صحبت سے دور رہا کرو آپکے نزدیک برصغیر پاک و ہند میں سنیت کا معیار امام مجدد اعلیٰ حضرت تھے آپ مسلک اعلیٰ حضرت کے پاسبان اور اسی کی ترویج میں دن رات مصروف رہتے۔ فن تقریر میں آپکو کمال کا ملکہ حاصل تھا۔ میلاد مصطفیٰ ﷺ بھرپور انداز سے مناتے رہے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کیلئے گیارھویں شریف کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ آپ نے حضور غوث اعظم پیران پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کی سیرت پاک پر کتاب ''تذکرہ حجۃ العارفین'' کے نام سے لکھی جو ۱۹۷۳ء میں طبع ہوئی۔ اسی موضوع پر تسکین الخواطر بھی لکھی۔ اسکے علاوہ آپ نے تجوید کی مشہور کتاب جزری کا اردو ترجمہ بھی کیا تھا لیکن طبع نہ ہوسکا۔ آپ سے کثیر تعداد میں طلباً نے استفادہ کیا جن میں چند مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں۔ (۱) مولانا خالد حسن مجدّدی گوجرانوالہ (۲) مولانا صداقت علی فیضی راولپنڈی (۳) مولانا گل احمد عتیقی صاحب (۴) مولانا ہدایت اللہ، گوجرانوالہ (۵) مولانا ظہور احمد صدّیقی، گوجرانوالہ (۶) مولانا رحمت اللہ نوری، گوجرانوالہ (۷) مولانا حافظ جیلانی، اسلام آباد (۸) مولانا صاحبزادہ فیض القادری، لاہور، (۹) قاری محمد ریاض صاحب، گکھڑ منڈی گوجرانوالہ (۱۰) موالانا مفتی معین الدین صاحب ڈسکہ (۱۱) علامہ مولانا محمد اکرم رضوی شہید (۱۲) تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ کے مجاہد کبیر علامہ طالب حسین مجددی حالیہ خطیب انگلینڈ (۱۳) صاحبزادہ محمد اشفاق فاروقی چشتی قادری (۱۴) قاری محمد ریاض فاروقی (۱۵) حافظ محمد اکمل بجلی اس کے علاوہ ہزاروں طلباء آپ سے

استفادہ کر کے اہلسنت کے ترویج میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

آپ نے دو شادیاں فرمائی تھیں پہلی بیوی سے ایک بیٹا صاحب زادہ محمد اشفاق قادری چشتی اور ایک بیٹی مرحومہ اور دوسری بیوی سے ایک بیٹی ہے۔ پروفسر اکرم رضا صاحب نے ''انعام یافتہ ہستیاں'' میں آپکے صاحبزادے کا تذکرہ نہ کر کے حقائق چھپانے کی کوشش کی ہے۔ ۱۹۸۸ء کو جب صاحبزادہ محمد اشفاق صاحب نے شان اولیاء کانفرس کا انعقاد کیا تو مجاہد کبیر علامہ طالب حسین صاحب اور صاحبزادہ صاحب پروفیسر اکرم رضا صاحب کے اسی سلسلہ میں تشریف لے گئے تو پروفیسر اکرم رضا صاحب نے نقابت کی ذمہ داری اپنے ذمہ لی۔ اشتہار میں پروفیسر صاحب کا نام بطور نقیب شایع بھی ہوا۔ مگر بعد اپنی ذمہ داری نبھانے اسٹیج پر خاضر نہ ہوئے اور اپنی ذمہ داری سے غافل رہے۔ تو جو شخص اسٹیج پر نقابت کی ذمہ داری نہیں نبھا سکتا وہ تاریخ کیسے مرتب کرسکتا ہے؟ پروفیسر صاحب نے ایک تو حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے اور پھر تاریخ مرتب کرنے میں خیانت سے کام لیا ہے۔ اور آپ کے صاحبزادہ صاحب کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں میں اپنے کردار کو ثابت کیا ہے۔ اس سے پہلے ۱۹۷۹ء میں علامہ صدیق ہزاروی صاحب نے ''تعارف علماء اہلسنت''، لکھی تو اس کے صفحہ ۱۹۸ پر استاد العلماء محمد عبداللہ مردانوی کا تذکرہ لکھ کر صاحبزادہ محمد اشفاق صاحب کا بھی ذکر کیا ہے۔ استاد العلماء حضرت مولانا محمد عبداللہ فاروقی قدس سرہ ۱۳۱ کتوبر ۱۹۸۸ء کو اس دنیا سے ظاہری پردہ فرما کر مسجد نعمانیہ کے احاطہ میں آرام فرما ہوئے۔

آپکا صاحبزادہ حضرت مولانا محمد اشفاق فاروقی چشتی قادری، چشتی نظامی مدظلہ العالی ظاہری، باطنی اور دنیاوی علوم سے منور ہیں۔ مسلک اہلسنت کے پاسبان، نہایت شیریں زبان، فصیح السان، اور مقرر شعلہ بیان ہیں۔ شب و روز مسلک اہلسنت کی ترویج میں مگن رہتے ہیں۔

انصار الابرار

تحریک ختم نبوت کے سپہ سالار

تاریخ اسلام میں قائد اہلسنت قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی قدس سرہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپکی پیدائش ۱۷ رمضان ۱۳۴۴ھ بمطابق یکم اپریل ۱۹۲۶ء ہے، اتر پردیش کے ضلع میرٹھ میں پیدا ہوئے، سلسلہ نسب خلیفہ اول امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ۲۹ویں پشت پر جا کر ملتا ہے، قرآن مجید فرقان حمید آٹھ سال کی عمر میں حفظ فرما لیا، درس نظامی کی کتب متداولہ مدرسہ اسلامیہ قومیہ میرٹھ میں استاد العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی سے پڑھ حد، دستار بندی کے موقع پر صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اور شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان بھی موجود تھے، عربک کالج میرٹھ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ آپکے والد ماجد شاہ عبد العلیم میرٹھی عالم اسلام کے عظیم مبلغ، مناظر اور اسکالر تھے، امام مجدد اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان قادری قدس سرہ سے خلیفہ مجاز ہونے کا شرف حاصل تھا، برطانیہ میں عیسائی مفکر جارج برناڈ شاہ کے ساتھ مناظرہ کر کے تاریخی شکست دی، چالیس سال تک افریقہ، امریکہ، کنیڈا، انڈونیشیا، سنگاپور، ملائشیاء، وغیرہ کئی ممالک میں اسلام پہنچایا جس کے نتیجے میں پچاس ہزار سے زاید غیر مسلموں نے حلقہ اسلام میں داخل ہو کر سعادت ابدی حاصل کی، بانی پاکستان محمد علی جناح نے آپکو سفیر اسلام کا لقب دیا تھا، ۱۹۵۱ء میں پوری دنیا کا طویل دورہ کیا اور مختلف ممالک کے سربراہوں کو دین اسلام کی دعوت دی، جس کے نتیجے میں بورنیو کی شہزادی، مایشس (جنوبی افریقہ) کا گورنر مروات اور ٹرینی ڈاو کی ایک وزیر مشرف با اسلام ہوئے۔ دیگر علماء اہلسنت کے ساتھ مل کر دستور ساز اسلامی آئین کا مسودہ تیار کیا، ۱۹۵۴ء میں وصال فرمایا۔ ایسے ہی عظیم شخصیت کے فرزند علامہ اشاہ احمد نورانی قدس سرہ نے اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام کی تبلیغ کیلئے اپنی زندگی وقف کی۔ اور دنیا میں اسلام پھیلانے اور کفار کی اسلام کے خلاف یلغار روکنے کیلئے عالمی سطح پر ضرورت محسوس کرتے ہوئے ۱۹۷۳ء میں دنیا بھر کے علماء م مشائخ کو مکہ مکرمہ میں جمع کرتے ہوئے اسی اہم فریضہ کی طرف توجہ دلائی، کہ ایک عالمی سطح پر ایک ایسی تنظیم بنائی جائے جس کے ذریعے اسلام کی تبلیغ اور کفار کی یلغار کا جواب دیا جائے، چنانچہ ۱۲ دسمبر ۱۹۷۳ء کو ورلڈ اسلامک مشن کا قیام عمل میں لایا گیا، ورلڈ اسلامک مشن کے تحت دنیا کے مختلف ممالک کے دورے کئے گئے، اور مساجد

، مدارس، اسلامک سنٹر، سکول، ہسپتال، اور فلاحی ادارے قائم کئے۔ علمی مذاکروں اور دینی پروگراموں، میلاد کی محفلوں، میں تقاریر کر کے اسلامی تعلیمات اور عشق مصطفیٰ ﷺ کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا، ۱۷ زبانوں پر عبور رکھتے تھے، ۶۰ سے زائد ممالک کے تبلیغی دورے کئے اور لاکھوں لوگوں کو اسلام کی دولت سے مالا مال فرمایا، ایک اندازے کے مطابق دو لاکھ غیر مسلموں نے آپکے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے کلمہ پڑھا، ۱۳۹۸ھ کو آپ نے ماریشس میں عالمی اسلامی کانفرس کی صدارت کی جس میں ماریشس کے وزیر اعظم اور اعلیٰ حکام نے شرکت کی۔ ۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۴ء تک ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کے سیکرٹری جنرل رہے جبکہ آرگنائزیشن کے صدر مفتی اعظم فلسطین مولانا سید امین الحسینی تھے۔ پوری زندگی اشاعت اسلام اور دین کی سر بلندی اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی ترویج میں گزاری۔ ملک کے سیاست پر گہری نظر رکھتے تھے، اور ہمیشہ اس پر چھائے رہے، حمیت اسلام اور تعمیر پاکستان آپکا بنیادی سیاسی محور تھا، ۱۹۶۹ء میں جب مختلف ممالک کے دورے سے پاکستان واپس تشریف لئے تو سب سے پہلے قادیانیوں کے خلاف بیان جاری کیا، اسی دوران آپ نے جنرل یحییٰ خان جو اس وقت پاکستان کے صدر تھے کو مخاطب کرتے ہوئے پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی سازشوں کے بارے میں آگاہ کر کے صاف فرمایا تھا کہ تمہارا مشیر ایم ایم احمد پاکستان کی معیشت کو تباہ کر رہا ہے جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل سکتا ہے۔ ۱۹۷۰ء میں قومی اسمبلی کے رکن بنے، اسمبلی میں قائد حزب اختلاف رہے، دو مرتبہ سینیٹر منتخب ہوئے، ۱۹۷۳ء کی دستور ساز کمیٹی کے رکن تھے، آپ نے آئین میں دو سو ترامیم پیش کیں، اسلامی جمہوریہ پاکستان کا نام آپکا تجویز کردہ ہے، اسلام ریاست کا سرکاری مذہب ہوگا یہ بھی آپکا مطالبہ تھا، ۱۵ اپریل ۱۹۷۲ء کو قومی اسمبلی کے پہلے خطاب میں سب سے پہلے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا مطالبہ کیا، ۱۹۵۳ء کو کراچی میں تحریک ختم نبوت کا باقائدہ آغاز شروع کر کے ملک کے مختلف شہروں قادیانیوں کے خلاف مہم چلائی، یہ سلسلہ جاری رہا، قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو سب سے پہلے آپ نے پیش کی جس پر ۲۲، ارکان کے تائیدی دستخط شامل تھے بعد میں یہ تعداد ۳۷ ہوگئی البتہ دیوبندی علماء میں غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبد الحکیم نے اس پر دستخط نہیں کئے، سرکاری بنچوں سے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد وفاقی وزیر قانون عبد الحفیظ پیرزادہ نے پیش کی، وزیر اعظم اسلامیہ جمہوریہ پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانی مسئلہ پر پوری اسمبلی کو کمیٹی قرار

دیا، کمیٹی کے سامنے قادیانیوں کی طرف سے مرزا ناصر احمد پیش ہوئے اور زبانی جرح گیارہ دنوں تک ہوئی، لاہوری گروپ کی طرف سے صدرالدین، عبدالمنان عمر اور مسعود بیگ پیش ہوئے، حکومت پاکستان کی طرف سے اٹارنی جنرل آپ پاکستان کی حیثیت سے یحیٰی بختیار پیش ہوئے، کمیٹی کے کل ۲۸ ،اجلاس ہوئے اور کل ۹۶ گھنٹے بحث ہوئی، شاہ احمد نورانی نے قادیانیت سے متعلقہ ہر قسم کا لٹریچر اسمبلی کے ممبروں میں تقسیم کر کے ان ذاتی طور پر بھی رابطہ قائم کر کے انہیں مسئلہ ختم نبوت کے بارے میں آگاہ کیا، آئین میں مسلمان کی تعریف کا سب سے پہلے آپ نے مطالبہ پیش کیا جس پر کوثر نیازی نے اعتراض کیا کہ علماء کا آپس میں اختلاف موجود ہے اس بنا پر ایک عالم دوسرے عالم سے مسلمان کی تعریف پر متفق نہیں ہوسکتا، اگر متفقہ تعریف پیش کر کے ایوان میں پیش کی گئی تو اس کی حمایت کرینگے، کوثر نیازی کے اس چیلنج کو جمعیت علماء پاکستان کے ڈپٹی پارلیمانی لیڈر علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری نے قبول کر کے مسلمان کی تعریف کا ذمہ لیا، چنانچہ مسلمان کی تعریف علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری نے شاہ احمد نورانی کے کمرے میں مجاہد ملت عبدالستار خان نیازی، مولانا محمد علی رضوی، مولانا غلام علی اوکاڑوی کی موجودگی میں تیار کر کے پیش کی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری کی اس جامع اور مختصر تعریف کو سب نے پسند کیا اور انہیں دیوبندی علماء ،مفتی محمود، اور مولوی عبدالحق کے پاس لے گئے تو ان حضرات نے اسے جامع قرار دیا، چنانچہ یہ طے ہوا کہ علامہ شاہ احمد نورانی صاحب علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری صاحب ایوان میں تقریر چکے ہیں اسی لئے اس تعریف کو مولوی عبدالحق پیش کریں، کیونکہ اس سے پہلے قرارداد پر دیوبندی علماء عبدالحکیم ،او غلام غوث ہزاروی نے دستخط نہیں کیے تھے۔ چنانچہ عبدالمصطفیٰ الازہری کے تعریف مسلمان کو شاہ احمد نورانی صاحب کے کہنے پر ۱۷، اپریل کو عبدالحق صاحب نے پیش کیا، اور بالآخر قومی اسمبلی سے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ۵ بجکر ۵ منٹ پر قومی اسمبلی نے متفقہ طور شاہ احمد نورانی کی قیادت اور جدو جہد سے قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا۔ شاہ احمد نورانی نے قادیانیت اور عیسایت کی رد میں دو ضخیم کتابیں انگریزی تحریر فرمائیں (۱) دی سیل آف دی پرافٹ (۲) جیسس کرائسٹ ان دی لائٹ آف قرآن ۔ بالآخر ۱۱ دسمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۶ شوال کو قائد ملت اسلامیہ کا انتقال ہوا۔ ۱۲ دسمبر ۱۷ شوال المکرّم کو جمعۃ المبارک کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ظاہری طور پر پردہ فرما گئے۔

مہرتاباں

تحریر: انصار الابرار

(پیر طریقت، رہبر شریعت، حضرت پیر انجنیئر محمد ارشد فاروق علوی قادری مدظلہ العالی)

دنیا اسلام اور بالخصوص برصغیر پاک وہند میں اسلام کی ترویج واشاعت کا سہرا اولیاء کرام اور علماء حق کے سر رہا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر فتنہ اکبری اور پھر فتنہ قادیانیت کے دور تک حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، امام مجدّ د احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ، اور حضرت پیر مہر علی شاہ جیلانی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی نفوس قدسیہ کی جدّ وجہد دین مصطفوی ﷺ کیلئے نظر آتی ہے۔ آج ہم جس شخصیّت کا تعارف کرنے چلے ہیں ان کے اسلاف بھی انہیں راہوں کے مسافر تھے۔ پیر محمد ارشد فاروق علوی مدظلہ العالی نے ضلع راولپنڈی کی تحصیل مری کے ایک دیندار مذہبی تصوف سے وابستہ اور ماہر تعمیرات (زمیندار و ٹھیکیدار) گھرانے میں ۱۹۶۷ء کو آنکھ کھولی۔ آپ کا شجرہ نسب امیر المومنین شیر خدا مولا علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ یعنی آپ سادات علوی ہیں۔ ابتدائی تعلیم مختلف اداروں سے حاصل کی اور ۱۹۸۹ء میں انجینئرنگ کی تعلیم مکمل کی۔ آباواجداد کا پیشہ ٹھیکیداری تھا سو آپ بھی اسی سے منسلک ہو گئے۔ آپ کے جدّ اعلیٰ پر دادا حضرت نظام الدین علوی نقشبندی موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے غوث الامّت حضرت پیر خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی تھی اور حضرت باباجی موہڑوی صاحب نے آپکو چاروں سلاسل میں خلافت عطا فرمائی۔ آپ صاحب کرامت بزرگ اور عالم باعمل تھے۔ اہل علاقہ اپنی حاجات لیکر آپ کے در پر حاضر ہوتے آپ تعویز اور دعا فرماتے اور انکی مشکل حل ہو جاتی۔ آج بھی بابا صاحب کی کرامات زبان زد عام وخاص ہیں۔ آپ کا وصال ۱۹۵۹ء میں ہوا۔ پیر محمد ارشد فاروق علوی کے دادا جان ٹھیکیدار حاجی عبدالواحد علوی ایک سماجی ودینی شخصیت ہیں آپ بھی موہڑہ شریف کے ولی کامل غوث زماں پیر نظیر احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہیں۔ اس وقت آپ بقیہ حیات ہیں اور ۹۰ برس سے زائد بہاریں دیکھ چکے ہیں، چار مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ پیر محمد ارشد فاروق علوی بھی موہڑہ شریف سے انوار وبرکات حاصل کرتے رہے۔ اور باقاعدہ طریقت کے اسرار ورموز کے حصول کیلئے ۲۰۰۴ء میں ڈھوک چوہدراں راولپنڈی حال دربار عالیہ لگن شریف کے ایک صاحب شریعت بزرگ حضرت پیر حکیم محبوب اشرف دامت برکاتہم العالیہ کے دست حق

پر چاروں سلاسل میں باقائدہ بیعت ہوئے اور خلافت حاصل کی مرشد پیر حکیم صاحب نے فرمایا ’’جاؤ بچہ مردان بیٹھ کر اللہ اللہ کرو اور مخلوق خدا کو خدا کا راستہ دکھاؤ اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم عام کر کے مخلوق خدا کو دربار مصطفیٰ ﷺ کا رستہ سکھاؤ جو انسان کی تخلیق کا حقیقی مقصد ہے۔ الحمد للہ ۲۰۰۴ء سے آپ مردان میں مرشد کے حکم کی تعمیل کئے ہوئے محافل ذکر کا اہتمام کرتے چلے آرہے ہیں اور طالبان حق جوق در جوق حلقہ ارادت میں داخل ہو کر زنگ آلودہ دلوں کو ذکر خدا اور ذکر مصطفیٰ ﷺ سے جلا بخش رہے ہیں۔

۱۹۹۸ء میں آپ نے اپنے دادا جان کے ہمراہ عمرہ کی سعادت حاصل کی اور پھر ۲۰۰۵ء میں اپنے مرشد کے ہمراہ حرمین شریفین کا سفر کرتے ہوئے انوار و تجلیات سے منوّر ہوتے رہے۔ ۲۰۰۹ء کو اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ حج اور زیارت روضہ اقدس کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۲۰۰۹ء میں سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت کیلئے اجمیر شریف کی حاضری نصیب ہوئی اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دی۔ ۲۰۱۱ء میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور غوث الاعظم پیران پیر رضی اللہ عنہ اور بے شمار اولیاء عظام کے مزارات کی حاضری کے لئے شام، ایران، عراق کا سفر کیا اور روحانی فیوضیات سے منوّر ہوتے رہے۔ یہی سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

اور مخلوق خدا کی روحانی تربیّت اور تزکیہ نفس کے ذریعے اصلاح و تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ شریعت کو تصوّف کی اصل بنیاد قرار دیتے ہیں اور شریعت سے ہٹ کر کسی کام کو تصوف یا طریقت نہیں سمجھتے۔ آپ نہایت ملنسار، منکسر المزاج ہیں۔ اور رزق حلال پر کامل یقین رکھتے ہوئے اسی کی تعلیم دیتے ہوئے مخلوق خدا کو صحیح نہج پر لانے کی سعی کرتے چلے آرہے ہیں اور عشق مصطفیٰ ﷺ کو عام کر رہے ہیں اور اسی کو ذریعہ نجات قرار دے رہے ہیں۔ اللہ عزّ وجل ایسے صاحب طریقت صوفیائے کرام کا سایہ ہمیشہ قائم رکھے تا کہ مخلوق خدا کو انکے فیوض و برکات و اصلاحی تربیّت منوّر ہوتے رہیں۔ آمین

تمنا درودل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

محترم ذوالکفل شاہ صاحب

ذوالفقار اہلسنت مناظر اسلام پیر سید محمد عرفان شاہ مشہدی صاحب کے مردان آمد پر

پخیر راغلے

صاحبه قدرد انه په مونږ ګرانه پخیر راغلے
د خکلې مسلك خکلي ترجمانه پخير راغلے
محمد عرفان نوم لرې سېد ئې مشهدي ئې
پنجاب صوبه کې تاسو اوسېدونکې د بهکې ئې
ساد ات مو خاند ان دې علې شانه پخير راغلے
د خکلې مسلك خکلي ترجمانه پخير راغلے
دا خکلې مسلك دې همېش لا زنده باد وې
د ادې چې مخالف وې هغه تل به نا مراد وې
راتلل دې مبارك وې ځمونږ جانه پخير راغلے
د خکلې مسلك خکلي ترجمانه پخير راغلے
د اهلسنت وجماعت ځومره چې اسلاف دې
الحمد الله ټول په عقیدو کې ښه شفاف دې
راتلل ستاسو احسان دې قدرد انه پخير راغلے
دا خکلې مسلك خکلي ترجمانه پخير راغلے
فقير روح الامین په راتلو مو ډېر خوشحال دې
فقير دې فقیرے کې و الله دې ډېر بے مثال دې

د دوې دے استانے ته فیض رسانه پخیر راغلے
د خکلې مسلك خکلې ترجمانه پخیر راغلے
دا نن چې مونږ راغونډ یو اهتمام دا ده انصار دې
صاحب دلتا راغلے د انصار په استفسار دې
سنبهان واړه زاریږي ټول لتانه پخیر راغلے
د خکلې مسلك خکلې ترجمانه پخیر راغلے
دعا کړم چې انصار دې الله تل لرې خوشحاله
چې دلته د راتلو دعوت در کړے دې دوې تاله
دعوت تاسو قبول کړو مهروبانه پخیر راغلے
د خکلې مسلك خکلې ترجمانه پخیر راغلے
د مرکزې جماعت اهلسنت پاکستان
ته ناظم اعلیٰ ئې رب د تل لره کامران
حنفې هم وائې اے ماه تابانه پخیر راغلے
د خکلې مسلك خکلې ترجمانه پخیر راغلے
خادم ذوالکفل شاه ئم بید ار لرم قسمت
مرشد لرم اټك کې ځما نشته دې وحشت
د دې خکلې تنظیم روح روانه پخیر راغلے
صاحبه قدردانه په مونږ گرانه پخیر راغلے
د خکلې مسلك خکلې ترجمانه پسخیر راغلے

جامِ کوثر کے مدیرِ اعلیٰ انصار الابرار غریبوں اور نادار لوگوں میں مفت راشن تقسیم کرتے ہوئے۔

جامِ کوثر کے مدیرِ اعلیٰ انصار الابرار کاگان میں یوم رضا کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے جبکہ سابق وفاق وزیر خواجہ محمد خان ہوتی سٹیج پر تشریف فرما ہے۔

جشن عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر کاگان میں مولانا احسان اللہ حسین خطاب کرتے ہوئے جبکہ جامِ کوثر کے مدیرِ اعلیٰ انصار الابرار کھڑے ہے۔
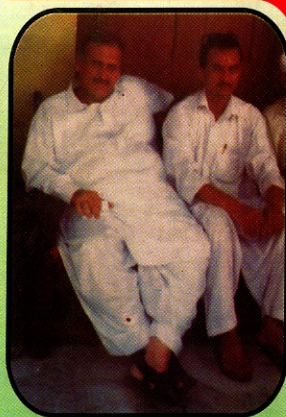
یوم رضا کے موقع پر سابق وفاقی وزیر خواجہ محمد خان ہوتی اور انصار الابرار سٹیج پر تشریف فرما ہے۔